هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد٦ جمعۃالمبارک ۲۸/ مئی ۱۹۹۹ء شمارہ ۲۲

۱۲/صفر ۱۴۲۰ ہجری ☆ ۲۸/ہجرت ۱۳۷۸ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیه سیدنا حضرت مسیح موعود علیه الصلوٰة والسلام﴾

جس قدر مخالفت میں شدت ہوتی گئی اسی قدر اس سلسلہ کی عظمت و عزت دلوں میں جڑ پکڑتی گئی

تم دیکھتے ہوکہ ایک کثیر جماعت میرے ساتھ ہے اور دن بدن ترقی کر رہی ہے اور یقیناً کروڑوں تک پہنچے گی

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۴/نومبر ۱۹۰۵ء کو لدھیانہ میں ہزاروں آدمیوں کی موجودگی میں ایک لیکچر دیا۔اس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اس شہر کے چند مولویوں نے دیا مگر میں دیکھتا ہوں اور آپ دیکھتے ہیں کہ وہ کافر کہنے والے موجود نہیں اور خدا تعالیٰ نے مجھے اب تک زندہ رکھا اور میری جماعت کو بڑھایا۔ میرا خیال ہے کہ وہ فتویٰ کفر جو دوبارہ میرے خلاف تجویز ہوا اسے ہندوستان کے تمام بڑے شہروں میں پھرایا گیا اور دو سو کے قریب مولویوں اور مشائخوں کی گواہیاں اور مہریں اس پر کرائی گئیں۔ اس میں ظاہر کیا گیا کہ یہ شخص بے ایمان ہے، کافر ہے، دجال ہے، مفتری ہے، کافر ہے بلکہ اکفر ہے۔ غرض جو جو کچھ کسی سے ہو سکا میری نسبت اس نے کہا اور ان لوگوں نے اپنے خیال میں سمجھ لیا کہ بس یہ ہتھیار اب سلسلہ کو ختم کر دے گا۔ اور فی الحقیقت اگر یہ سلسلہ انسانی منصوبہ اور افتراء ہوتا تو اس کے ہلاک کرنے کے لئے یہ فتویٰ کا ہتھیار بہت ہی زبردست تھا لیکن اس کو خدا تعالیٰ نے قائم کیا تھا۔ پھر وہ مخالفوں کی مخالفت اور عداوت سے کیونکر مر سکتا تھا۔ جس قدر مخالفت میں شدت ہوتی گئی اسی قدر اس سلسلہ کی عظمت اور عزت دلوں میں جڑ پکڑتی گئی اور آج میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ یا تو وہ زمانہ تھا کہ جب میں اس شہر میں آیا اور یہاں سے گیا تو صرف چند آدمی میرے ساتھ تھے اور میری جماعت کی تعداد نہایت ہی قلیل تھی اور یا اب وہ وقت ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ ایک کثیر جماعت میرے ساتھ ہے اور جماعت کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ چکی ہے اور دن بدن ترقی ہو رہی ہے اور یقیناً کروڑوں تک پہنچے گی۔ پس اس انقلاب عظیم کو دیکھو کہ کیا یہ انسانی ہاتھ کا کام ہو سکتا ہے۔(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۴۹، ۲۵۰)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۸/ مئی ۱۹۹۹ء:

آج حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بچوں کی کلاس کی کارروائی جو آج ہی ریکارڈ کی گئی تھی براڈکاسٹ ہوئی۔

سورۃ الحشر کی چند آیات کی تلاوت اور ترجمہ کے بعد نظم:

عشق خدا کی مے سے بھرا جام لائے ہیں ☆ ہم مصطفیٰؐ کے ہاتھ پہ ایمان لائے ہیں

پڑھی گئی۔ بعدہ لڑکیوں نے صحت، ورزش اور عام بیماریوں سے بچنے کی تدابیر کے بارے میں ایک پروگرام پیش کیا۔ اس کے بعد فی البدیہہ تقریر کا مقابلہ ہوا۔ حضور انور نے بچوں کو ساتھ ساتھ معلومات اور نصائح سے مستفید فرماتے رہے۔

اتوار، ۹/ مئی ۱۹۹۹ء:

آج انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ ۲۹/اکتوبر ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ کی گئی ملاقات کا پروگرام نشر کیا گیا۔

سوموار، ۱۰/ مئی ۱۹۹۹ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۳۱ کی ریکارڈنگ دوبارہ پیش کی گئی۔

منگل، ۱۱/ مئی ۱۹۹۹ء:

آج اردو بولنے والے احباب کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کی ملاقات جو یکم دسمبر ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ پیش کی گئی۔

بدھ، ۱۲/ مئی ۱۹۹۹ء:

اردو بولنے والے احباب کے ساتھ ۸/دسمبر ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ کی گئی ملاقات کی کارروائی دوبارہ نشر کی گئی۔

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

احمدیت خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے اور یہ پودا کبھی ناکام نہیں ہوسکتا

دشمن کی پھونکیں اس روشن چراغ کو کبھی بجھا نہیں سکیں گی جسے حضرت محمد مصطفی ﷺ کی اور قرآن کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانے میں روشن کیا گیا ہے

❁❁❁ متفرق احمدی شہداء کی شہادتوں کا دلگداز تذکرہ ❁❁❁

اسلام کی اولین تاریخ کے سوا آپ کو اس قسم کی بیباک شہادتوں اور قربانیوں کے واقعات اور کہیں نہیں ملیں گے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۴/مئی ۱۹۹۹ء)

جرمنی (۱۴/مئی): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج نماز جمعہ بادکروئس ناخ میں پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ ارشاد فرمایا جس کے ساتھ ہی مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے بیسویں سالانہ اجتماع کا افتتاح بھی عمل میں آیا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیات ۱۵۴، ۱۵۵ کی تلاوت کے بعد ان کا ترجمہ اور مختصر تشریح میں فرمایا کہ یہ دونوں باتیں اس میں شامل ہیں کہ صبر کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد طلب کرو اور نماز کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد طلب کرو اور صبر کے ساتھ صبر کی مدد طلب کرو اور نماز کے ساتھ نماز کی مدد طلب کرو اور انہیں جو خدا کی راہ میں مارے جائیں مُردے نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

حضور نے فرمایا یہ وہ آیات ہیں جیسا کہ ان کے ترجمہ سے ظاہر ہے یہ شہداء کے ذکر کے عنوان کے طور پر اختیار کی گئی ہیں۔ ایک سلسلہ شہداء کے ذکر کا جو میں نے شروع کر رکھا ہے آج بھی انشاء اللہ اس سلسلہ

ہجرت سے قبل جو شہادتیں ہوئی تھیں ان کا ذکر چلے گا۔ حضور نے فرمایا کہ حفاظتِ مرکز کے سلسلہ میں قادیان یا اس کے نواح میں جو شہادتیں ہوئی ہیں ان کو دوہرا امتیاز حاصل ہے کیونکہ ان مسلمانوں کے دفاع میں جن کا قصور صرف مسلمان ہونا تھا، جن کا قتل عام کیا جا رہا تھا احمدیوں نے ان کو بچانے کی خاطر یہ جانیں دی ہیں۔ یہ غیر معمولی عظمت کی شہادتیں ہیں۔

ان شہداء کے متعلق تفصیلی معلومات جمع نہ ہونے کے بارے میں حضور نے فرمایا، مجھے افسوس ہے کہ ہماری تاریخ میں ان لوگوں کے متعلق تفصیلات اکٹھی نہ کی گئیں لیکن اب جو سلسلہ شروع ہوا ہے اس کے نتیجے میں بہت سے شہداء کے پسماندگان خود وہ اطلاعیں بھجوا رہے ہیں جو ہماری تاریخ میں اس وقت محفوظ نہیں ہیں۔ اس مبارک سلسلہ کے نتیجہ میں ایک اور سلسلہ معلومات کا اکٹھا ہونا شروع ہو گیا ہے جس کے نتیجے میں ہماری تاریخ اور زیادہ سنورتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد حضور انور نے اسی تسلسل میں بعض شہداء کا ذکر فرمایا۔

سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ نے جمعدار محمد اشرف صاحب آف سٹھیالی کا ذکر کیا۔ یہ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا گاؤں تھا اور وہاں اور بھی مسلمان پناہ کی خاطر اکٹھے ہو گئے تھے اور یہیں سے سکھوں کے حملہ کا آغاز ہوا اور اس حملہ کے دوران جمعدار محمد اشرف صاحب جو ان مسلمانوں کی حفاظت کے لئے سٹھیالی بھجوائے گئے تھے اور وہاں برین گن کے فائر سے شہید ہوئے۔

محترم مولانا جلال الدین صاحب قمر (مبلغ سلسلہ) کے والد محترم میاں علم الدین صاحب (تاریخ شہادت ۶ر ستمبر ۱۹۴۷ء) کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا اور آپ کی تبلیغ کے نتیجہ میں بعض کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ جب قادیان پر پولیس اور فوج کی مدد سے جتھوں نے حملے کئے تو فوج قادیان میں کرفیو لگا کر قانونی زنجیروں میں جکڑ دیتی تھی اور سکھوں کو من مانی کے لئے کھلا چھوڑ دیتی تھی مگر اس کے باوجود انہیں احمدیوں پر حملہ کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ کچھ تو رعب کے ذریعہ مدد دئے جانے کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا جو ہم نے بارہا پورا ہوتے دیکھا ہے مگر لڑائی کے دوران ان کو موقع مل جاتا تھا بعض احمدی اور غیر احمدی مسلمانوں کو شہید کرنے کا۔ حضور نے فرمایا یہ واقعہ ایک بڑے حملے کے دوران ہوا ہے۔

مولانا جلال الدین صاحب قمر بیان کرتے ہیں، میرے والد اپنے گھر کے بالا خانے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس گھر کے سامنے ایک منزلہ کچے مکان تھے۔ ایک پولیس مین ان گھروں کی چھتوں پر چڑھ آیا۔ غالباً والد صاحب اپنے افکار میں مگن تھے اور ان کی نظر پولیس مین پر نہیں پڑی جس نے اچانک گولی چلا دی اور انہوں نے اپنے خون میں لت پت تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ یہ منظر ایک دوسرے بالا خانہ میں موجود احمدی دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے جنازہ پڑھ کر تن کے کپڑوں میں انہیں دفنا دیا۔

اس ضمن میں حضور انور ایدہ اللہ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے تھے باوجود اس کے کہ خطرہ سخت تھا وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حکم کی بناء پر بیٹھے ہوئے تھے۔ نظام جماعت کے تحت کسی مصلحت کے پیش نظر عورتوں اور بچوں کو وہاں سے نکال لیا جاتا تھا اور مرد اپنے گھروں میں موجود رہتے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں کا اپنے گھروں میں بیٹھ رہنا یقیناً ایک عظیم شہادت ہے کیونکہ سلسلہ کے وقار کی خاطر انہوں نے اپنی جان کا خطرہ مول لیا ہوا تھا۔

ایک اور بزرگ سید محبوب عالم صاحب کی جرأت مندانہ شہادت کا بھی حضور انور نے ذکر فرمایا کہ انہوں نے اپنے معمول کی سیر کے دوران شہادت پائی۔ ان کے تعارف کے سلسلہ میں حضور انور ایدہ اللہ نے بتایا کہ یہ اور ان کے بھائی سید محمود عالم صاحب بہار سے پیدل چل کر قادیان آئے تھے اس کی تفصیل انشاء اللہ جلسہ سالانہ پر بیان کروں گا۔ یہ بہت عظیم الشان واقعہ ہے، حیرت انگیز قربانی ہے۔ جیسے بہادر پہلے تھے ویسے ہی شہادت کے دوران بھی بہادر ثابت ہوئے۔

مکرم سلطان عالم صاحب کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ جوانی میں شہید کئے گئے۔ چھوٹی عمر سے ہی تہجد کے پابند تھے۔ ۱۹۴۲ء میں ۲۰ سال کی عمر میں وصیت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حکم پر اپنی جائیداد وقف کر دی۔ جون ۱۹۴۷ء میں آپ کی معاون ناظر ضیافت کے طور پر تقرری ہوئی جو انہوں نے بڑی جانفشانی سے ادا کی۔ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کو عین سر بازار سات احمدیوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا ان میں میاں سلطان عالم بھی تھے اور بعض لوگ جب احمدیوں کی نعشوں کو اٹھانے کے لئے آگے بڑھے تو ان کو بھی گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔

ان کے مزید تعارف کے طور پر حضور انور ایدہ اللہ نے مکرم پیر محمد عالم صاحب کا ذکر بڑی محبت کے ساتھ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ان کے حقیقی بھائی تھے۔ فرمایا پیر عالم صاحب میرے پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں ہمہ وقت خدمت کے لئے تیار رہتے ہیں۔ رات گئے تک بعض مجالس رہی ہیں سب لوگ چھٹی کر جاتے تھے مگر پیر صاحب نے کبھی چھٹی نہیں کی۔ صبح ہمارے مختلف کارکنوں کے آنے سے پہلے میں اپنے دفتر میں پہنچ جاتا ہوں اور کبھی بھی نہیں ہوا کہ میں پہنچا ہوں اور پیر صاحب موجود نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کا بھائی تو شہادت کا رتبہ پا گیا لیکن پیر صاحب نے بھی جیتے جی وقف کا حق ادا کر کے اللہ کے حضور یقیناً بہت رتبے پائے ہیں۔

اس کے بعد ایک اور شہید مرزا احمد شفیع صاحب (جن کا بیٹا مرزا مسیح احمد جرمنی میں ہے) کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ شہادت کے وقت آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں بطور استاد اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ سلسلہ کی خدمت کو اپنا شعار بنایا، ہر قسم کے چندوں اور خصوصاً تحریک جدید میں ہر سال اضافے کے ساتھ حصہ لیا کرتے تھے۔ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اپنے فرائض کو نہایت احسن طور پر نبھاتے رہے۔ ان کے والد حضرت مرزا محمد شفیع صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدر انجمن احمدیہ میں محاسب تھے۔ یہ حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خسر تھے۔ مرزا احمد شفیع صاحب حضرت سیدہ ام متین یعنی چھوٹی آپا کے حقیقی بھائی تھے۔

حضور انور نے بعض اجتماعی شہادتوں کا بھی ذکر فرمایا جن میں فیض محمد صاحب سری گوبند پورہ کے رہنے والے بھی تھے۔ معمار کا کام کرتے تھے۔ شہادت سے ایک رات قبل انڈین آرمی نے قادیان پر بہت زبردست فائرنگ کی اور اگلے روز فجر کے بعد سکھ جتھے نے حملہ کر دیا۔ انہوں نے اہل خانہ سمیت اپنا مکان نہ چھوڑا، ڈٹے رہے، چنانچہ انہیں شہید کر دیا گیا۔ اسی طرح ان کی اہلیہ زہرہ بی بی اور جوان سال بیٹے عبدالجبار اور چار سالہ بچی کو سکھوں نے تلواروں اور برچھیوں سے شہید کر دیا۔

اسی طرح ایک اور شہادت ایک احمدی ملک حمید علی صاحب کی ہے جس کے متعلق تفصیل کا علم نہیں ہو سکا۔ جو تفصیل معلوم ہو سکی ہے ان کے مطابق ان کو ملٹری نے پکڑا اور ہائی سکول کے پیچھے لے جا کر گولی مار کر شہید کر دیا۔ یہ ملک غلام فرید صاحب رحمہ اللہ کے رشتہ میں بھتیجے تھے۔

ماسٹر عبدالعزیز صاحب جو ننگل باغبانہ متصل قادیان کے رہنے والے تھے لاہور سے واپس آ رہے تھے قادیان نہیں پہنچ سکے۔ اس غرض سے کہ حضرت مصلح موعودؓ کا حکم تھا قادیان پہنچنے کا۔ اس کے متعلق یقینی طور پر تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں کہ کیسے قتل کیا گیا تاہم روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ بٹالہ کے قریب شہادت ہوئی۔ یہ کسی وقت تعلیم الاسلام سکول میں مدرس بھی رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا اب دو شہادتیں ایسی ہیں جن کا ذکر خصوصیت سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مضمون "قادیان کی خونریز جنگ" میں کیا ہے۔ فرمایا کہ قادیان کے مرکزی حصہ پہ جو حملے ہوئے ہیں ان میں ایک شاندار واقعہ ہوا ہے جو قرون اولیٰ کی قربانیوں کی یاد دلاتا ہے۔ وہ واقعہ اس طرح ہے کہ ایک علاقہ سے عورتوں اور بچوں کو نکالنے کے بعد پتہ چلا کہ چالیس عورتیں ایک گھر میں رہ گئی ہیں۔ چنانچہ انہیں نکالنے کے لئے جب دو نوجوانوں نے کوشش کی تو گولیوں کی بوچھاڑ کی وجہ سے انہیں واپس آنا پڑا۔ اس پر گلی پار کرنے کے لئے چھتوں پر تختے رکھ کر پل بنایا گیا اور وہاں دو نوجوانوں غلام محمد صاحب ولد میاں غلام قادر صاحب سیالکوٹی اور عبدالحق صاحب نے (جو احمدی نہیں تھے مگر احمدیت کے قائل تھے اور خدمت میں بھی بھرپور حصہ لیتے تھے مگر بیعت نہیں کی تھی) اپنے آپ کو پیش کیا۔ ایک بوڑھی عورت رہ گئی جس کو نکالنے کے لئے غلام محمد صاحب گئے تو ان کے پیٹ میں گولی لگی جو انتڑیوں کو چیرتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی مگر ہمت کے ساتھ اس بوڑھی کو نکالنے کے لئے چلے لیکن دروازے پر دوسری طرف گر گئے۔ دوسرے نوجوان عبدالحق صاحب نے بوڑھی کو نکال لیا مگر ان کی پیٹھ پر گولی لگی۔

حضور نے فرمایا ان دو واقعات میں ایک ایسی عجیب بات مضمر ہے جس سے قبولیت دعا کا بھی پتہ چلتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح باریک باریک اشاروں سے اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ میں اپنے بندوں کی دلی آرزوؤں کو پوری کیا کرتا ہوں۔ چنانچہ غلام محمد صاحب آخر وقت تک ہوش میں رہے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے اسلام اور احمدیت پر پکا یقین ہے تم گواہ رہو کہ میں اپنے ایمان پر قائم رہتے ہوئے جان دے رہا ہوں اور کہا کہ میں جان دینے کے ارادہ سے ہی نکلا تھا پس آپ گواہ رہیں کہ میں نے وہ ارادہ پورا کر دیا ہے۔ اسی طرح میری ماں نے مجھے نصیحت کی تھی کہ دیکھنا بیٹا پیٹھ نہ دکھانا۔ پس میری ماں سے کہہ دو کہ تمہارے بیٹے نے تمہاری وصیت پوری کر دی ہے۔ یہ پیغام دے کر انہوں نے جان دے دی۔ یہ قرون اولیٰ کی یاد کو زندہ کرنے والے واقعات ہیں اور ان کی شہادت کو بہت ہی عظیم کر کے دکھا رہے ہیں۔

حضرت نبی کریم ﷺ کے ارشاد مبارک نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پندرہ بیس نوجوانوں نے دو سو سے زائد عورتوں اور بچوں کو اس حالت میں بحفاظت نکالا کہ ان کے ہاتھوں میں صرف لاٹھیاں تھیں جبکہ سکھوں کے پاس اسلحہ اور کرپانیں وغیرہ تھیں مگر اس کے باوجود انہوں نے ان سکھوں کے جتھوں کو مار بھگایا۔ مکرم خواجہ نیاز علی صاحب آف کھاریاں جو نہایت سنجیدہ اور رضاکارانہ حفاظت کے لئے آئے تھے نہ معلوم کس طرح اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہو گئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ملٹری نے نہایت سفاکی سے انہیں گولیوں کا نشانہ بنایا۔

حضور انور نے چند ایک اجتماعی شہادتوں اور بہادری کے ساتھ خدا کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والوں کے واقعات کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ **یہ واقعات بتاتے ہیں کہ احمدیت کوئی مسیح موعود کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا نہیں یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے جس کو اللہ نے آپؑ کے ہاتھ سے لگوایا ہے اور یہ پودا کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ یہ لازماً بڑھے گا اور لازماً ہمیشہ ترقی کرتا چلا جائے گا اور دشمن کی پھونکیں اس روشن چراغ کو کبھی بجھا نہیں سکیں گی جسے حضرت محمد مصطفی ﷺ کی اور قرآن کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانے میں روشن کیا گیا ہے۔**

حضور ایدہ اللہ نے مزید فرمایا کہ یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اور پھر اس عاجز کے زمانے میں جو بعض لوگوں کو خدا کی راہ میں شہید ہونے کی توفیق ملی ان کا بھی ذکر ہو گا۔ تو یہ سلسلہ

باقی صفحہ نمبر ۸ پر ملاحظہ فرمائیں

حقیقی اسلامی پردہ

(حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کے ایک انگریزی مضمون سے ترجمہ کیا گیا)

کلکتہ کے ایک عیسائی اخبار میں ایک نہایت ہی شرمناک خط چھپا ہے جس نے اسلامی دنیا کے احساسات کو سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ کاتب خط نے اس پردہ کو مدنظر رکھتے ہوئے جو کہ بعض لوگوں کا خود ساختہ ہے اور قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضرت ﷺ کا عمل کہیں بھی اس کی تائید نہیں کرتا، قرآن کریم کی تعلیم اور بانیٔ اسلام کے مقدس ذات پر نہایت غیر مہذبانہ اور شرافت سے گرے ہوئے حملے کئے ہیں۔ ہم ہمیشہ سے ایسے دلآزار اعتراضات عیسائی صاحبان سے سنتے چلے آئے ہیں مگر غضب تو یہ ہے کہ جو کچھ بھی صاحب مذکور نے ہمارے آنحضرت ﷺ کی ذات اور قرآن کریم کی تعلیم کے متعلق لکھا ہے۔ اس کی بنا عیسائی صاحبان نے اس نامکمل اور فاسد علم پر رکھی ہے جو ان کو اسلام کی تعلیم کے متعلق ہے۔ ہم اس ظلم کی شکایت جو انہوں نے ہمارے محبوب و مقدس آقا کی پاک ذات پر فحش اعتراض کر کے کیا ہے کسی دنیوی گورنمنٹ سے نہیں کرتے۔ بلکہ ہم اپنا مقدمہ رب العالمین کی درگاہ میں پیش کرتے ہیں (کہ ہمارے آقا مسیح موعودؑ نے بھی ایک موقع پر یہی کہا تھا۔ میں دنیا میں مقدمات کرنے کے لئے نہیں آیا)۔

ہم اس حملہ کو جو کہ اس نے آنحضرت ﷺ پر کیا ہے نظرانداز کرتے ہوئے اس کے اعتراضات کو جو اس نے پردہ پر کئے ہیں نقل کرتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے:

''جب ہم کسی مسلمان کو پردہ کے عملی نقائص اور برائیوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو کہ اس کا نتیجہ ہیں اور اس بنیاد اور وجہ کی کمزوری کو جس پر پردہ کی تمام عمارت کھڑی ہوئی ہے ظاہر کرتے ہیں۔ تو ہمارے سامنے قرآن کریم کو پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے لئے یہ ناممکن ہے کہ میں اس تعلیم میں جو کہ قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ نے ہمیں دی ہے کوئی نقص نکالوں۔ مگر ایک معاملہ فہم اور دوراندیش انسان پر فوراً اس دلیل کی بیہودگی ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہ کیسا صریح ظلم ہے کہ انسانیت کے ایک طبقہ کو ان تمام حقوق اور فوائد سے محروم کر دیا جاوے جو کہ دوسرے طبقہ کو حاصل ہیں۔ دونوں طبقوں کے درمیان ایک قسم کی دیوار حائل ہے۔ کتنی بے گناہ جانیں ہیں جو کہ اس منحوس رسم پردہ پر عمل کرنے کے باعث قبر کا منہ دیکھ چکی ہیں۔ ان بے چاریوں کو سالہا سال تک ایک محدود جگہ میں رہنا پڑتا ہے اور ان کی عمر کا بہت سی حصہ اس زہریلی ہوا میں گزرتا ہے جو کہ ان کی صحت کے لئے مہلک ہوتی ہے۔ میں تو جب چاہوں اور جہاں چاہوں اپنی صحت کے قیام کے لئے جا سکتا ہوں۔ میں تو تمام پبلک نمائشیں اور تھیٹر دیکھوں مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ میری لڑکی یا بیوی یا بہن میرے ساتھ جا سکے؟ اس سے بڑھ کر بے ہودہ اور شرمناک تعلیم کیا ہو سکتی ہے اگر کوئی تہذیب سے گری ہوئی رسم دنیا میں ہے تو یہی رسم پردہ ہے''۔

یہ ہے وہ اعتراض جو کہ پردہ پر کیا گیا ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ کیسی قابل افسوس ناواقفیت اس کو قرآن کریم کی تعلیم سے ہے۔ وہ مذکورہ بالا پردہ کو قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے مگر تمام قرآن کریم کو چھان مارو، آنحضرت ﷺ کی احادیث کو ایک ایک کر کے دیکھ جاؤ تم کو ایک حدیث اور ایک آیت بھی ایسی نہیں ملے گی جو کہ ایسے پردہ کی تعلیم دیتی ہو جس کا حوالہ ہمارے عیسائی دوست نے دیا ہے۔ اگر اس کے خیال باطل میں کوئی ایسی آیت یا حدیث ہے تو ہم ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ وہ اس کو دنیا کے سامنے پیش کرے۔ قرآن کریم جس پردہ کا حکم دیتا ہے وہ مختصراً ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

''مومن مردوں کو کہہ دو کہ غض بصر سے کام لیں اور اپنے فروج کی حفاظت کریں اس طرح سے پاکیزگی قلب میں ترقی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے اس کا جو وہ کرتے ہیں اور اسی طرح ایمان والی عورتوں کو بھی کہہ دو کہ وہ اپنی آنکھوں کو نیچا رکھا کریں اور اپنے فروج کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کیا کریں مگر ہاں جو مجبوراً ظاہر ہو اور وہ گریبانوں کو اپنی چھاتیوں پر رکھیں اور اپنی زینت کو سوائے اپنے خاوند، والد، اپنے خاوند کے والد، اپنے بیٹے یا اپنے خاوند کے لڑکوں، اپنے بھائی، اپنے بھتیجے، اپنے بھانجے یا اپنی خاص عورتوں یا اپنی لونڈیوں یا ایسے مردوں سے جن کو عورتوں کی ضرورت نہیں یا ان بچوں کو جو ابھی سن بلوغت کو نہیں پہنچے کسی پر ظاہر نہ کریں۔ اور وہ چلتے وقت اپنے قدم کو زور سے زمین پر نہ ماریں تاکہ ان کی پوشیدہ زینت زیور وغیرہ ظاہر ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی تمام توجہ کو لگا دو۔ اے ایمان والو تاکہ اس کے نتیجے میں تم کو خوشی اور کامیابی حاصل ہو''۔

یہ ہیں وہ احکام جن پر اسلامی پردہ کی بنا ہے اور ان کی مختصر تشریح یہ ہے:

۱......اس حکم کا اثر مرد و عورت دونوں پر یکساں ہے اور یہ حصہ پردہ صرف عورتوں کے لئے مخصوص نہیں بلکہ مرد بھی اس میں شامل ہیں۔

۲......انہیں اپنے فروج کی حفاظت کرنی چاہئے۔ اس حکم میں بھی مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔

۳......انہیں اپنی (عام رائے یہ ہے کہ اس سے مراد ہاتھ اور چہرہ ہے) زینت ظاہر نہیں کرنی چاہئے مگر ہاں جو مجبوراً ظاہر کرنی پڑتی ہے۔

۴......انہیں اپنے گریبان اپنی چھاتیوں پر ڈالنے چاہئیں۔

۵......چلتے ہوئے انہیں اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہیں مارنے چاہئیں تاکہ ان کے زیورات ظاہر نہ ہوں۔

یہ ہے وہ پردہ جس کا اسلام حکم دیتا ہے۔ اور ہر ایک پڑھنے والے پر یہ بات واضح ہے کہ اس اسلامی پردہ میں جو کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے اس پردہ کا نشان تک نہیں پایا جاتا جس پر صاحب مذکور نے اظہار نفرت کیا ہے اور جس کو اپنی کم علمی کے باعث آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم کی طرف منسوب کیا ہے۔ اسلام یہ نہیں سکھاتا کہ عورتوں کو قیدیوں کی طرح علیحدہ مکانوں میں رکھا جائے اور نہ ہی یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے گھر کی چاردیواری میں ہی محبوس رہیں۔ ان کو آزادی ہے کہ وہ ضرورت کے وقت باہر جائیں اور اپنا کام کریں ہاں ان کو کچھ احتیاطات کرنے کا حکم ہے جو کہ موجب ہیں پاکدامنی اور پاکیزگی کا اور جن کے مدنظر ایک نہایت ہی پاکیزہ مقصد ہے اس مقصد کا ذکر اسی آیت میں ہی پایا جاتا ہے جس میں احکام پردہ مذکور ہیں اور وہ یہ ہے کہ تاکہ وہ زیادہ پاکیزہ ہوں۔

پس اسلامی پردہ کا واحد مقصد دل کو تمام برے خیالات سے پاک اور محفوظ رکھنا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ پردہ صرف عورتوں کے لئے ہی نہیں بلکہ اس کا احاطہ مردوں کو بھی گھیرے ہوئے ہے کیونکہ اسلامی پردہ کے دو حصے ہیں۔ نگاہوں کو نیچا رکھنا اور ہاتھ اور چہرے کے علاوہ باقی تمام زینت کو پوشیدہ رکھنا۔

پہلے حصہ میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں اور دوسرا حصہ جیسا کہ مضمون سے ظاہر ہے صرف عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔

اسلام کی تعلیم کی خصوصیات میں سے ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ برائی کو جڑ سے اکھیڑتا ہے یعنی جذبات کے ابھرنے کے موجبات اور مسببات کو ہی بند کرتا ہے۔ اسلام مسلمانوں کو صرف یہ نہیں سکھاتا کہ تم جذبات اور شہوات کا مقابلہ کرو بلکہ وہ سکھاتا ہے کہ تم ان باتوں سے بھی اجتناب اختیار کرو جو سبب ہوتے ہیں شہوات اور جذبات کے ابھرنے کا۔

مذکورہ بالا اسلامی پردہ اسی اصول پر مبنی ہے اور یہی مقصد اس کے مدنظر ہے۔ اسلامی پردہ محض صفائی قلب کے لئے ہے۔ اگر یورپ اور دوسرے عیسائی ممالک میں اس پر عمل ہوتا تو وہ برائیاں جو آجکل .... پائی جاتی ہیں اس سے بچ جاتے اور تمام وہ برے نتائج جس کو وہ بھگت رہے ہیں اور جنہوں نے انسانی خوشنما چہروں پر ایک دھبہ لگایا ہوا ہے اس سے محفوظ رہتے۔ یہ بھی خوب ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ اسلامی پردہ عورتوں کی جائز آزادی میں مخل نہیں ہوتا۔ وہ کام کے لئے اپنے گھروں سے باہر جا سکتی ہیں۔ وہ اپنی صحت کے قیام کے لئے سیر یا کوئی اور ورزش کمال آزادی سے کر سکتی ہیں۔

اور تمام وہ باتیں جو ان کو محفوظ کرتی ہیں بشرطیکہ وہ ان کی پاکدامنی کا خون نہ کریں ان میں وہ پوری آزادی سے حصہ لے سکتی ہیں۔ وہ لیکچروں میں شامل ہو سکتی ہیں، وہ تمام کاروبار کر سکتی ہیں، وہ بیماروں کی تیمارداری کر سکتی ہیں خواہ وہ بیمار مرد ہو یا عورت۔ وہ دوران جنگ میں بطور دایا کے کام کر سکتی ہے۔ وہ ہر ایک بات جو ان کی پاکدامنی کے خلاف نہیں ہے مذکورہ بالا پردہ میں رہ کر کر سکتی ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ اسلام میں عورتوں کو اپنی مغربی ممالک کی بہنوں سے بہت زیادہ حقوق حاصل ہیں۔ مگر ان احتیاطات کے ساتھ جو کہ میں نے اوپر ذکر کر دی ہیں اور بعض وہ احتیاطیں آدمیوں پر بھی لازم ہیں۔

پس یہ احتیاطات اور قیود عورتوں کے لئے لعنت نہیں جیسا کہ عیسائی صاحبان کا خیال ہے بلکہ بہت بڑی برکات کا موجب ہیں۔ اگر یورپ اور دوسرے ممالک چاہتے ہیں کہ ان برکات کا ان کو علم ہو اور وہ اس میں حصہ لے سکیں تو وہ ان کو ایک دفعہ آزما کر تو دیکھیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ جو احتیاطات اسلام نے عورتوں کے لئے رکھی ہیں وہ واحد علاج ہیں ان برائیوں کا جس میں آج یورپ کی سوسائٹی مبتلا ہے۔

یورپ کی نجات اسی پر موقوف ہے کہ وہ اسلامی احکام پر عمل پیرا ہو اور وہ دن دور نہیں ہیں کہ جب یورپ مجبور ہوگا کہ نجات حاصل کرنے کے لئے اسلام کے سکھائے ہوئے راستہ پر قدم زن ہو۔

اسلامی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حد سے بڑھی ہوئی قیود کو جن میں بعض مسلمان ممالک کی عورتیں آج کل مقید ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں کہیں ان کا نام و نشان تک نہ تھا۔ حفصہ بن سیرین جو کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے بعد ہوئیں وہ فرماتی ہیں:

''آج ہم اپنی لڑکیوں کو عید کے دن باہر جانے نہیں دیتے مگر ایک عورت آئی جو کہ بنی خلف کے محل میں آکر اتری۔ میں اس کو دیکھنے کے لئے گئی۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کا بہنوئی آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہو کر بارہ جنگوں میں لڑا۔ چھ میں اس کی بہن اپنے خاوند کے ساتھ جنگ میں شامل تھی اور چھ میں نہیں تھی۔ اور اس عورت نے مجھے یہ بھی بتایا کہ ہم جنگوں میں جایا کرتی تھیں اور بیماروں کی تیمارداری اور زخمیوں کہ مرہم پٹی کیا کرتی تھیں۔ اس عورت نے مجھے یہ بھی بتایا کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اگر ایک عورت کے پاس کوئی سامان پردہ یعنی چادر وغیرہ نہ ہو تو کیا اس پر گناہ تو نہیں اگر وہ نماز کو مسجد میں چلی جاوے۔ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا کہ اس کی دوسری بہن اس کو چادر دے دے یا دونوں ایک ہی چادر میں نماز کے لئے مسجد میں چلی جاویں۔

ربیع جو کہ معوذ بن عفرا کی صاحبزادی ہیں وہ فرماتی ہیں۔ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوتی تھیں اور ہم اپنے مردوں کو پانی وغیرہ مہیا کرتی تھیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں اور مُردوں اور زخمیوں کو مدینہ شریف میں واپس لاتی تھیں۔

آنحضرت ﷺ کا یہ دستور العمل تھا کہ جنگ کے موقعہ پر اور دوسرے سفروں کے موقعہ پر ایک بیوی کو ضرور ساتھ لے جاتے تھے۔ تاریخ سے

ثابت ہے کہ حضرت عائشہؓ جو کہ آنحضرت ﷺ کی سب سے پیاری بی بی تھیں اور حضرت ام سلیمہؓ احد کے دن مشکوں میں پانی لا لا کر مردوں کو دیتی تھیں اور ام سلیطؓ کی یہ ڈیوٹی تھی کہ وہ مشکوں کی مرمت کرتی تھیں۔ فاطمۃ الزہرۃؓ جو کہ آنحضرت ﷺ کی سب سے پیاری صاحبزادی تھیں وہ احد کے دن آنحضرت ﷺ کے زخموں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ خلفاء الراشدین کے زمانہ میں بھی عورتیں جنگ میں شریک ہوتی تھیں جیسا کہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ام حرامؓ Cyprus کی مہم میں شامل ہوئی تھیں اور جب جنگ سے واپس آرہی تھیں تو سمندر سے پار ہو کر کنارہ پر پہنچ کر اپنے گدھے سے گر کر فوت ہو گئیں۔

عورتیں کھیل اور تماشا وغیرہ بھی دیکھ سکتی ہیں بشرطیکہ اس کھیل یا تماشا میں شرافت سے گری ہوئی کوئی بات نہ ہو۔ مگر ان قیود اور احتیاطات کے ساتھ جن کی تفصیل اوپر بوضاحت کی گئی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنے گھر کے دروازے پر آنحضرت ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر حبشی مسلمانوں کے جنگی کرتب اور کھیل کو دیکھ رہی تھی جب مسجد نبوی میں وہ کھیل رہے تھے۔ اور بعض اوقات عورتیں آکر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس گاتی بجاتی تھیں اور آنحضرت ﷺ اس کو برا نہیں مناتے تھے۔

الغرض وہ پردہ جو اسلام نے سکھایا ہے وہ عورتوں کی صحیح آزادی میں مخل اور حارج نہیں ہوتا اور اگر یہی پردہ دوسرے مہذب ممالک میں رواج پکڑ جائے تو اس سے سوسائٹی کو بہت سے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں اور عورتوں کی جائز آزادی بھی قائم رہ سکتی ہے۔

(ریویو آف ریلیجنز (اردو) ۱۹۱۹ء، جلد ۱۸ نمبر ۷ صفحہ ۲۳۶ تا ۲۴۳)

جماعت احمدیہ بیلجیم کی تبلیغی مساعی

یورپ میں یورپین لوگوں کو تبلیغ کرنا ناممکن تو نہیں لیکن تبلیغی رابطوں میں مشکلات ضرور پیش آتی ہیں۔ داعیین الی اللہ کو رابطوں کے لئے مختلف طریقے استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ اس سال ہم نے بھی ایک طریقہ آزمایا۔ پہلے برسلز مشن ہاؤس "بیت السلام" میں ہی سال میں ایک دفعہ عید ملن پارٹی ہوتی تھی۔ امسال عید الفطر اور عید الاضحیہ کے مواقع پر دوسری جماعتوں کو سرکلر بھجوایا گیا اور تاکید کی گئی کہ خاص کر بلجیئن لوگوں کو اس پروگرام میں مدعو کرنا ہے۔ ایک جماعت کے سوا ہر جماعت نے پروگرام بنایا۔ مشن ہاؤس سے ہر جماعت کو اس کے پروگرام کے مطابق دعوتی کارڈز پرنٹ کر کے بھجوائے گئے۔ اس پروگرام کے لئے ہر جگہ مرکزی مشن ہاؤس سے ایک وفد مقامی جماعت کی معاونت کے لئے شامل ہوتا رہا۔ بعض جماعتوں نے اپنے نماز سنٹرز میں اور بعض نے کسی ہال میں یہ پروگرام کیا۔ اور اس جگہ کو فلیمش، انگریزی اور فرنچ زبانوں میں بینرز سے سجایا گیا اور تینوں زبانوں میں کتب کی نمائش کا انتظام بھی کیا گیا۔

ہر جگہ یہ پروگرام یوں ترتیب دیا گیا کہ مدعو لوگوں میں سے کسی معزز مہمان کو مہمان خصوصی بنایا جاتا اور عموماً وہی اس پروگرام کی صدارت کرتے۔ اسلامی روایات کے مطابق ہر جگہ پروگرام تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمے سے شروع ہوتا۔ پھر ایک تقریر ہوتی جس میں محترم نصیر احمد صاحب شاہد مربی سلسلہ بلجیم مہمانوں کو خوش آمدید کہتے اور رمضان المبارک اور عید الفطر یا عید الاضحیہ کی فلاسفی بیان کرتے اور پھر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا تعارف کرواتے۔ فرنچ علاقوں میں انگریزی زبان میں جس کا فلیمش ترجمہ نو احمدی بلجیئن نوجوان کریم احمد ثانی کو کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

اس تقریر کے بعد مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا جاتا۔ کھانے کے بعد مہمان خصوصی اور بعض دیگر مہمانوں کی خدمت میں مختلف کتب تحفۃً پیش کی جاتیں۔ کسی کو قرآن کریم باترجمہ، کسی کو حضور ایدہ اللہ کی کتاب Revalation, Rationality, Knowledge & Truth اور کسی کو اسلامی اصول کی فلاسفی پیش کی گئی۔ ان تحائف کے بعد مہمان خصوصی تمام مہمانوں کی طرف سے احباب جماعت اور اس پروگرام کے بارہ میں تبصرہ کرتا۔

دو جماعتوں Turn Hout اور Sint Truiden کے پروگراموں میں ان شہروں کے میئر صاحبان بھی شریک ہوئے۔ ان کے علاوہ مدعو احباب میں ڈاکٹرز، سکولز کے ڈائریکٹرز، سکول ٹیچرز، سوشل ورکرز، احمدیوں کے ہمسائے اور دیگر لوگ شامل تھے۔ Sint Truiden جماعت کی عید ملن پارٹی کی خبر مع دو تصاویر کے ایک اخبار میں بھی شائع ہوئی۔

کُل دس پروگرام ہوئے اور ان میں بفضل اللہ تعالیٰ ۳۷۵ افراد تک اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ اور ۲۵ مہمانوں کو مذکورہ بالا کتاب میں سے کوئی ایک کتاب پیش کی گئی۔ تحائف کا سلسلہ دونوں جانب سے ہوا۔ بعض مہمانوں نے بھی پھولوں، پھلوں، خوشبوؤں اور دیگر اشیاء کے تحائف جماعت کو پیش کئے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ہر جماعت کے صدر صاحب کی نگرانی میں خدام اور بعض جگہ لجنات نے کھانا پکایا اور خدام نے اچھی سروس کا انتظام کیا۔ مرکز سے محترم مربی صاحب کے علاوہ خاکسار کے ساتھ برادرم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب اور برادرم طیب جاوید صاحب مقامی جماعت کے تعاون کے لئے ہر جگہ تشریف لے جاتے رہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

قارئین کرام کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ داعیین الی اللہ کو ان بلجیئن لوگوں سے رابطے مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی توفیق دے اور ان میں سے سعید روحوں کو اسلام اور احمدیت کے قریب سے قریب تر لائے اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی صداقت کو قبول کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

(رپورٹ: این۔اے۔شمیم، سیکرٹری تبلیغ بلجیم)

جماعت احمدیہ برما کے زیر انتظام

البشریٰ بک سٹال کا افتتاح

جماعت احمدیہ برما نے Pabedan Township میں البشریٰ بک اسٹال کا آغاز کیا ہے جس کے افتتاح کی تصویر اور خبر دیتے ہوئے مقامی اخبار "City News" نے لکھا ہے:

"مورخہ ۲۳ مارچ صبح دس بجے Pabedan Township No.191-28 Street میں جماعت احمدیہ کی طرف سے البشریٰ نامی بک سٹال کھولا گیا۔ بک سٹال کی افتتاحی تقریب میں اخباری نمائندوں، کتب خانہ کے انچارج اور کئی اہل علم کو دعوت دی گئی۔ سب سے پہلے مکرم ٹی محمد صاحب سیکرٹری اشاعت نے پروگرام کا اعلان کیا اور نیشنل صدر جماعت مکرم عبدالماجد صاحب کی زیر صدارت مکرم ایس۔کے۔ نسیم صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ پھر مکرم عبدالماجد صاحب نے دعا کے بعد فیتہ کاٹ کر افتتاح کیا اور آنے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد ایم۔ سالک صاحب مبلغ سلسلہ برما نے البشریٰ بک سٹال کا پس منظر اور اس کی غرض و غایت بیان کی۔ آخر پر دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(مرسلہ: محمد سالک مبلغ برما)

❁❁❁❁❁❁❁❁

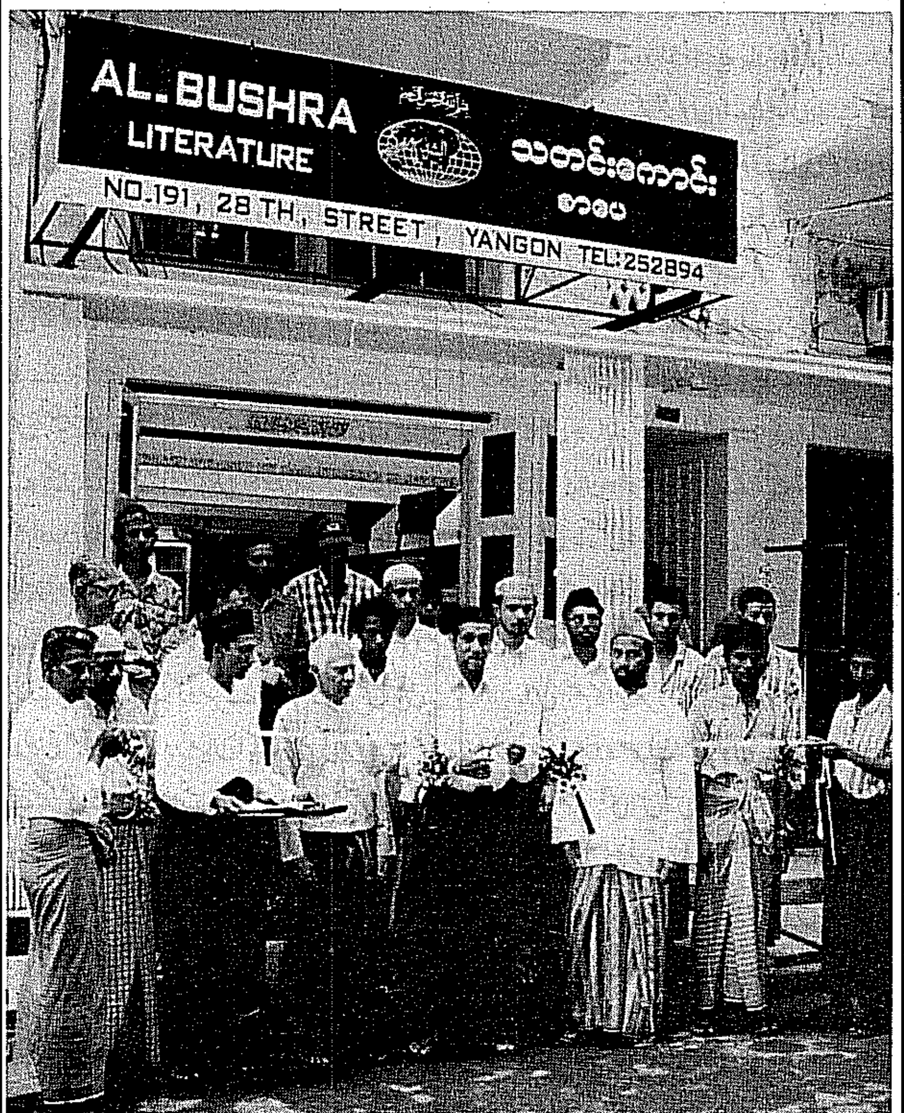

البشریٰ بکسٹال کے افتتاح کا ایک منظر

فرانکفورٹ میں خواتین اور بچوں کے پاکستانی و انڈین، سلے اور ان سلے سوٹوں کی جدید ترین ورائٹی کا مرکز

Bela Boutique **بیلا بوتیک**

☆موسم گرما کے لئے سٹیپل، کاٹن، لیلن، واش اینڈ ویئر اور لان
☆عروسی ملبوسات میں غرارہ، لہنگا، راجستھانی فراک کے علاوہ شلوار، کرتا اور پشواس کی ورائٹی
☆گرمیوں کی زنانہ سینڈل اور چپلیں، چوڑیاں، میچنگ جیولری۔ ہر طرح کے زنانہ لباس کی سلائی کا انتظام
☆ہول سیل کی سہولت Tel: 069/24279400 - 01702128820

Kaiserstr 64, Frankfurt a. M. (دوکان نمبر ۲۹۔ ہمراہ رائل جیولرز)

خطبہ جمعہ

۱۴۰۰ سال پہلے جو دین کامل ہوا تھا اب اس دین کو دنیا کے کناروں تک پہنچانا ہمارے سپرد کیا گیا ہے

جماعت کی صداقت کا ایک بڑا نشان یہ ہے کہ یہ مخالفت کے باوجود بڑھتی ہے

انسانی منصوبوں کے سامنے اس کا بڑھنا اور ترقی کرنا ہی اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۹/ اپریل ۱۹۹۹ء بمطابق ۹/ شہادت ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلاَ تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ . اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلاَمَ دِيْنًا. فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِاِثْمٍ. فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾- (سورۃ المائدہ آیت ۴)

آج کے دن وہ لوگ جو کافر ہوئے تمہارے دین سے مایوس ہو چکے ہیں۔ پس تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا۔ پس جو بھوک کی شدت سے مجبور ہو چکا ہو نہ کہ دانستہ گناہ کی طرف جھکنے والا ہو تو اللہ یقیناً بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں جو کفار کی مایوسی کا ذکر ہے اس میں دو پہلو ہیں جو خاص طور پر پیش نظر رہنے چاہئیں۔ اول تو یہ کہ جب دین کامل ہو گیا تو اس سے پہلے پہلے جو وہ کوششیں کر رہے تھے دین میں تغیر و تبدل کرنے کی اس بارے میں کلیۃً ناکام ہو گئے اور سمجھ لیا کہ اب ہم اس دین کا کچھ بھی تعلیمات کے لحاظ سے بگاڑ نہیں سکتے۔ پس آخر وقت تک جب تک قرآن کریم نازل ہوتا رہا کفار طرح طرح کے بہانے ڈھونڈ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اس مسلک سے سرکانے کی کوشش کرتے رہے جو وحی کے طور پر آپ پر نازل ہوا تھا اور اسی کا ذکر قرآن کریم میں دوسری جگہ یوں آیا ہے کہ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مزید ثبات قدم بخشنے کی خاطر فرمادیا کہ ایک ذرّہ بھی تُو اگر اس مسلک سے سرک گیا جو خدا کا بیان کردہ مسلک ہے تو پھر تُو نے آنے کی غرض ہی ضائع کر دی سارا دین گویا باطل کر دیا کیونکہ اس دین میں غیر اللہ کی ملونی ہو جائے گی۔ پس ایک تو یہ پہلو ہے مایوسی کا کہ انہوں نے ہر کوشش کر دیکھی مگر ناکام ہوئے اور جب یہ آیت نازل ہوئی ہے دین کو کامل کر دیا تو ایک مایوسی کی لہر دوڑ گئی ہے۔

دوسرے مایوسی کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مخالفت کا ذکر ہے کیونکہ جب قوم اس زمانے میں جو مخاطب تھے پوری طرح رسول اللہ ﷺ سے مایوس ہو گئے یعنی دلائل کا وقت ختم ہو گیا پہلے وہ ہوشیاریاں کر کے چالاکیوں سے دلائل دے دے کر کسی طرح اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتے رہے جب دخل نہ دے سکے تو سوائے مخالفت کے اور کوئی چارہ نہیں رہا۔ مخالفت پہلے بھی تھی مگر اب مخالفت کے سوا رہا ہی کچھ نہیں اور مایوس قوم بہت شدید مخالفت کیا کرتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مخالفت میں یہ لوگ پھر بہت زیادہ بڑھ گئے۔ کینہ توزی میں اور اس کے نتیجہ میں طرح طرح کے شرّ کے جال پھیلانے میں انہوں نے اس آیت کے نزول کے بعد تو حد ہی کر دی، کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔

اسی لئے فرمایا فَلاَ تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ورنہ اس کا محل کوئی نہیں تھا۔ مایوس ہو گئے ہیں اس لئے اب تم نے ان سے نہیں ڈرنا۔ ہماری خاطر تم نے دین کو پکڑ لیا ہے اور ان سے اب نہیں ڈرنا بلکہ اب مجھ سے ڈرنا۔ کیونکہ مجھ سے ڈرنا ہی ان کے ڈر کا علاج ہے۔ جتنا مجھ سے ڈرتے رہو گے اتنا ہی ان کے خوفوں سے آزاد ہوتے چلے جاؤ گے۔ بہت ہی گہرا عارفانہ کلام ہے جو مربوط ہے۔ ایک آیت کا ایک ٹکڑا دوسری آیت سے ملا ہوا ہے۔

فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ آج ہم نے دین کو تم پر کامل کر دیا ہے وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا۔ آج میں نے لَكُمْ تمہارے لئے اپنا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی۔ دین کامل کرنے کا کیا مفہوم ہے اور نعمت تمام کرنے کا کیا مفہوم ہے۔ یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ کمال دین شریعت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے یعنی شرعی لحاظ سے کوئی تعلیم کا پہلو ادنیٰ سے ادنیٰ بھی باقی نہیں رہا اور بڑے سے بڑا بھی نہیں رہا جسے قرآن کریم نے بیان نہ کر دیا ہو۔ اور نعمت سے مراد نبوت ہے اور نبوت کا فیض ہے۔ نبوت کے فیض کو بھی نعمت کہا جاتا ہے۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اوپر نعمت جس حد تک بھی تمام کی جا سکتی تھی درجہ کمال تک پہنچ گئی اور اس سے بڑھ کر نعمت کسی اور دَر سے نصیب ہی نہیں ہو سکتی۔ اس نعمت کو جو اس دن تمام کر دی گئی تھی اسی نعمت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سب دنیا کے لئے بانٹا ہے اور آج بھی ہم اسی نعمت کا فیض پا سکتے ہیں اگر پانا چاہیں تو۔

وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلاَمَ دِيْنًا۔ یہاں اسلام، دین کا پہلے بھی ذکر گزر چکا ہے یعنی جو دین کامل ہوا ہے وہ اسلام ہی تو ہے۔ پھر اسلام کو دین کہہ کر اس کے بارے میں یہ فرمانا کہ میں اس سے راضی ہو گیا اس کا کیا مفہوم ہے۔ اصل اس کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام فرمانبرداری کو بھی کہتے ہیں اور امن کو بھی کہتے ہیں خدا کی فرمانبرداری اور بنی نوع انسان کو امن پہنچانا۔ پس اسلام کے یہ دونوں پہلو ہیں جن پہلوؤں کی طرف اس اسلام کا ذکر ہے۔ یعنی پہلے اس دین کے کمال کا جو ذکر ملا ہے اس کی تکرار نہیں ہے بے وجہ بلکہ ایک اور بات بیان کی جا رہی ہے۔ آج ہم نے تمہارے دین میں جو دو پہلو ہیں بنی نوع انسان کے لئے کامل امن کا پیغام اور خدا کے حضور اپنی جان و مال کی کامل سپردگی ان دو باتوں کے بارے میں ہم اب راضی ہو گئے ہیں۔ اگر تم ان دو باتوں پر عمل کرو تو ہماری رضا حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ پس جو کوئی بھوک سے مجبور ہو جائے یہاں بظاہر تو بہترین باتیں بیان ہو گئی ہیں اب بھوک کا کیا ذکر رہ گیا باقی۔ دراصل اس سے کچھ پہلے تعلیمات میں سے کھانے کے متعلق بہت احتیاطوں کی تعلیمات دی جا چکی تھیں اور ان تعلیمات کے متعلق یہ ایک قسم کا دغدغہ سادل کو لگ سکتا تھا کہ ہم اس میں کوئی کوتاہی نہ کر لیں تو اس کے متعلق مومنوں کو یہ مستقل اطمینان دلا دیا کہ اگر تم واقعۃً مجبور ہو چکے ہو اور مجبوری کی خاطر جان بچانا مقصود ہو تو جان کی بہت اہمیت ہے اور خاص طور پر ان مومنوں کی جانوں کی تو جنہوں نے تمام دنیا کو امن دینا ہے ان کی تو بہت ہی اہمیت ہے۔ پس جانوں کو بچانے کے لئے صرف اتنا کھاؤ، جس کو حرام قرار دیا گیا ہے، جس کے کھانے سے تمہاری زندگی بچ سکتی ہو اور کھانے کے دوران بھی یا اس سے پہلے بھی اس میں رغبت کوئی نہ ہو کوئی دل کی پسندیدگی کا نہ پہلے اثر ہو نہ بعد میں اثر ہو۔

یہ تعلیم ہے جس کے بعد فرمایا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پس جان لو کہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے اس لئے اس کامل تعلیم کے بعد تمہارے لئے کسی وسوسے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی چند احادیث میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن میں اسی مضمون کا بیان ہوا ہے۔ ایک تو بخاری کتاب الایمان سے لی گئی ہے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہود میں سے ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین - وہ امیر المومنین کہہ کے مخاطب کیا کرتے تھے کہ مومنوں کے امیر، ہمارے امیر نہیں۔ اے امیر المومنین آپ کی کتاب میں ایک آیت ہے جسے آپ لوگ پڑھتے ہیں اگر وہ ہم یہود پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا دیتے اور ہمیشہ منایا کرتے۔ بہت کامل آیت ہے، حیرت انگیز آیت ہے۔ آپؓ نے پوچھا کونسی آیت؟ اس نے کہا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ - حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ہمیں وہ دن اور وہ جگہ یاد ہے جس میں یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اتری تھی جبکہ جمعہ کا دن تھا۔

اب جمعہ کو بھی رسول اللہ ﷺ نے عید بتایا ہے اور یہ عید تو سال میں ایک دفعہ نہیں ہر ہفتہ منائی جاتی ہے اور ہر ہفتہ ہمیں یاد دلایا جاتا ہے کہ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کا کیا مطلب ہے اور وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلاَمَ دِيْنًا کا مطلب کیا ہے۔ اور ساتھ ہی فرمایا آپ عرفات میں کھڑے تھے گویا دوسری عید بھی ساتھ ہی تھی۔ تو بہت ہی پیارا جواب ہے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اسوہ نے ممکن بنا دیا کہ اس جواب سے اس کو ساکت کیا جا سکے۔

ایک روایت صحیح مسلم کتاب الایمان سے لی گئی ہے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ پر بطور رب کے راضی ہوا اور اسلام پر بطور دین کے اور محمدؐ پر بطور نبی کے۔ یہی تین باتیں ہیں جن کا اس آیت کریمہ میں ذکر ہے اور ان کی وضاحت فرمائی گئی ہے۔ اللہ پر بطور ربّ کے راضی ہوا۔ اللہ سے اگر کوئی شخص راضی ہوتا ہے تو کامل ربّ کے طور پر اور کامل ربوبیت میں اس کی روحانی اور دینی ربوبیت بھی شامل ہے تو مادی لحاظ سے بھی وہ ربوبیت کرنے والا ہے اور روحانی لحاظ سے بھی اس نے ایسی ربوبیت کی کہ اس سے پہلے اس کی کوئی نظیر دکھائی نہیں دیتی تھی۔ تو اگر پہلی ربوبیت کو دیکھو تو اللہ پر راضی ہونے سے مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کی طرف لالچ کی نظر سے نہیں دیکھنا۔ غیر اللہ اگر اپنی ربوبیت کے ذرائع تم سے کھینچ بھی لیں تب بھی قائم رہنا۔

چنانچہ اسی مضمون کو تقویت دینے کے لئے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے پھر اس پہ استقامت اختیار کر لی تو یہاں رب سے راضی ہونے کا ایک معنٰی ہے مادی ربوبیت۔ اگر کامل ربوبیت خدا کی طرف منسوب کرتے ہوئے یعنی مادی لحاظ سے تو پھر ایک دفعہ کہہ کر کہ اللہ ہمارا ربّ ہے پھر اس پر قائم رہنا پھر جھوٹے ربّ تمہیں اپنی طرف بلائیں گے، وہ تمہیں لالچ بھی دیں گے اور خوف بھی دلائیں گے لالچ اپنے مال کی اور خوف اس بات کی کہ اگر ہم تم سے ہاتھ روک لیں تمہیں Aid دینا بند کر دیں تو بھوکے مر جاؤ گے۔ فرمایا ہرگز نہیں، خدا تمہارا متولی ہے وہ تمہارا نگہبان ہے، وہ تمہارا نگران اور کفیل ہے اس لئے ہرگز غیر اللہ کو اپنا ربّ نہیں بنانا۔

دوسری بات دینی پہلو ہے جب خدا تعالیٰ نے دین کی تربیت کے لئے ربوبیت کا اس شان سے اظہار کیا ہے کہ کبھی کسی پہلی قوم کو ایسی ربوبیت نہیں ملی تو پھر تعلیمات کے کچھ حصوں کے لئے غیر مذاہب کی طرف نظر ڈالنا انتہائی حماقت ہے۔ اس سے بڑی بے وقوفی نہیں ہو سکتی کہ ایک کامل تعلیم کو چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے غیروں کی طرف نظر کی جائے۔ کبھی اِس کی نقل کر لی کبھی اُس کی نقل کر لی۔ تو یہ آیت مومنوں کی پوری طرح حفاظت کرتی ہے، ہر قسم کی نقالی سے ان کو بچاتی ہے، ہر قسم کے غیر اللہ کے اثر سے ان کو محفوظ رکھتی ہے۔ پس فرمایا اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا۔

دیکھو رسول اللہ ﷺ کتنی چھوٹی سی بات میں کتنے وسیع مضامین بیان فرما دیا کرتے ہیں۔ اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ پر بطور ربّ کے راضی ہوا اور اسلام پر بطور دین کے، یہ وہ تشریح ہے اسلام کی جو میں پہلے کر چکا ہوں کہ ہر پہلو سے اسلام کی ظاہری تعلیم اور باطنی تعلیم پر بھی راضی ہوا اور اسلام کے لفظ میں جو معانی ہیں سلامتی کے، خدا تعالیٰ کے حضور اپنے آپ کو کلیۃً سپرد کر دیا اور بنی نوع انسان کو کلیۃً امن کا پیغام دیا اور ان کو امن کا پیغام دینے کے ساتھ ایسے طریقے اختیار کئے کہ ان کو واقعۃً مومنوں سے امن رہے اور یہ امن دوسروں کو بھی پہنچے۔ اس نے بھی ایمان کا مزہ چکھ لیا جس کو یہ نصیب ہو گیا۔

تیسری اور آخری بات 'اور محمدؐ پر بطور نبی کے راضی ہو گیا'۔ یعنی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نبوت کا جو فیض ہے اس فیض سے کلیۃً راضی ہو گیا کسی اور کے فیض کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی جو بھی فیض ہے وہ محمد مصطفیٰ ہی کا فیض ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا"۔ جو کچھ ہم نے حاصل کیا سو فیصد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے حاصل کیا اور تجھ سے بڑھ کر اور کوئی گواہ نہیں یعنی کبھی غیر کی طرف نظر نہیں اٹھائی۔

ایک اور حدیث ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ ترمذی کتاب الزھد سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے اسلام کا ایک حسن یہ بھی ہے کہ انسان لایعنی، یعنی بے کار اور فضول باتوں کو چھوڑ دے۔

اب اسلام کی جو تفصیلی تشریح ہے کچھ تو میں نے بنیادی کر دی ہے یہ اور تفصیلی تشریح ہے۔ اسلام کا ایک حسن یہ بھی ہے کہ انسان لایعنی، یعنی بے کار اور فضول باتوں کو چھوڑ دے۔ اگر اسلام پر راضی ہے تو پھر فضول باتوں میں اس کا دل لگ ہی نہیں سکتا کیونکہ اسلام میں کوئی فضول بات نہیں ہے اس لئے اگر اس کو مزہ بھی آئے گا تو اچھی باتوں میں آئے گا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس پہلو کی طرف مزید متوجہ کر دیا کہ اسلام پر راضی ہونا بہت تقاضے کرتا ہے۔ ابھی بہت سا سفر باقی ہے یہ سفر اختیار کرو گے تو پھر تمہیں رفتہ رفتہ سمجھ آئے گی کہ اسلام پر راضی ہونا ہوتا کیا ہے۔ پھر تمہیں ہر فضول چیز سے طبعاً عدم دلچسپی ہو جائے گی اور ہر اچھی بات تمہیں اچھی لگے گی۔ یہ اسلام کا وہ حسن ہے جس کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن میں یہی مضمون مختلف صورتوں میں بیان فرمایا گیا ہے۔ فرماتے ہیں "یہ وہی زمانہ ہے جو اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ کی شان کو بلند کرنے والا اور تکمیل اشاعت ہدایت کی صورت میں دوبارہ اتمام نعمت کا زمانہ ہے"۔ یہ مقصد ہے جس کی خاطر میں نے آج اس آیت کی تلاوت کی تھی اور آپ کو سمجھانا تھا کہ **چودہ سو سال پہلے جب دین کامل ہوا تھا، چودہ سو سال پہلے جو نعمت تمام ہوئی تھی درمیان میں انقطاع کے بعد اب اس دین کے کمال کو دنیا کے کناروں تو پہنچانا ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ ہم عاجز غلامانِ محمد مصطفیٰؐ کے سپرد کیا گیا ہے**۔ اور اتمام نعمت کو تمام بنی نوع انسان تک پہنچانا بہت بڑا کام ہے پہلے یہ نعمت ہم پر تمام ہو ان معنوں میں کہ اس کے تمام فیض سے ہم استفادہ کرنے والے ہوں اور پھر اس کو آگے بنی نوع انسان تک پہنچائیں۔ کتنا زبردست کام ہے جس کے لئے ہم عاجز بندوں کو چنا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی بات پر نظر رکھتے ہوئے فرماتے ہیں "تکمیل اشاعت ہدایت کی صورت میں دوبارہ اتمام نعمت کا زمانہ ہے اور پھر یہ وہی وقت اور جمعہ ہے"۔ اب یہ آیت کا نزول یاد رکھیں جمعہ کے دن ہی ہوا تھا اور عرفات کے میدان میں ہوا تھا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان باتوں کو جوڑتے جا رہے ہیں یعنی اگرچہ اس حدیث کا حوالہ نہیں دے رہے مگر ظاہر ہے کہ اس حدیث کا مضمون پیش نظر ہے۔ فرماتے ہیں "پھر یہ وہی وقت اور جمعہ ہے جس میں آخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے"۔ آخرین کو پہلوں سے ملایا جائے گا۔ اولین کے لئے جو آیت نازل ہوئی تھی اب دوبارہ اس کا سلسلہ ان آخرین کے ذریعہ سے شروع ہو رہا ہے اور اگر ہم اس حق کو ادا کرنے والے ہوں تو اولین سے مل سکتے ہیں۔ نعمت بھی ایسی کہ حد سے زیادہ، تصور میں نہیں آسکتا کہ اتنا زمانے کا فاصلہ ہو، قومی فاصلہ ہو، وقت گزر رہے ہوں، اور اس وقت ایک عاجز اور غریب قوم کو اس بات کے لئے چن لیا جائے جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلاموں میں شمار کی جائے اور آپ کے صحابہ میں شمار کی جائے۔ یہ وہ نعمت ہے جس کا ذکر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں۔

"اس وقت رسول اللہ ﷺ کا ظہور بروزی رنگ میں ہوا ہے اور ایک جماعت صحابہ کی پھر قائم ہوئی ہے اتمام نعمت کا وقت آپہنچا ہے"۔ یہ ہے اتمام نعمت "لیکن تھوڑے ہیں جو اس سے آگاہ ہیں اور بہت ہیں جو ہنسی کرتے اور ٹھٹھوں میں اڑاتے ہیں مگر وہ وقت قریب ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق تجلی فرمائے گا اور اپنے زور آور حملوں سے دکھا دے گا کہ اس کا نذیر سچا ہے"۔

پھر اس کے بعد جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں "میں سچ کہتا ہوں کہ یہ ایک تقریب ہے جو اللہ تعالیٰ نے سعادت مندوں کے لئے پیدا کر دی ہے۔ مبارک وہی ہیں جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تم لوگ جنہوں نے میرے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس بات پر ہرگز ہرگز مغرور نہ ہو جاؤ کہ جو تم نے پانا تھا پا لیا۔ یہ سچ ہے کہ تم ان منکروں کی نسبت قریب تر بہ سعادت ہو جنہوں نے اپنے شدید انکار اور توہین سے خدا کو ناراض کیا ہے"۔ قریب پہنچ گئے ہو سعادت حاصل کرنے کے "اور یہ بھی سچ ہے کہ تم نے حسن ظن سے کام لے کر خدا تعالیٰ کے غضب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی"۔ یعنی مجھے سچا سمجھا حسن ظن کی بناء پر لیکن سچی بات یہی ہے کہ تم اس چشمے کے قریب آپہنچے ہو جو اس وقت خدا تعالیٰ نے ابدی زندگی کے لئے پیدا کیا ہے ہاں پانی پینا ابھی باقی ہے"۔

یہ ساری جدوجہد اور کوشش جس کے نتیجے میں دوسری قوموں سے نکل نکل کر لوگ احمدیت میں داخل ہوتے ہیں کتنی بڑی مصیبتوں اور مشکلات کو عبور کر کے آتے ہیں گویا آگ کی دیواروں میں سے گزرنا پڑتا ہے یہ سب ایک کوشش کے آغاز کی خاطر ہے اور وہ کوشش اس چشمے سے پانی پینا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس ساری جدوجہد اور سب قربانی کا کچھ بھی ماحصل نہیں ہو گا اگر آگوں سے گزر کے آؤ اور پھر پانی کے پاس پہنچ کر پانی پہ منہ نہ مارو۔ فرمایا "ہاں پانی پینا ابھی باقی ہے پس خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے توفیق چاہو کہ وہ تمہیں سیراب کرے"۔ یہ پانی پینے کی توفیق بھی اللہ ہی سے ملتی ہے۔

"پس خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے توفیق چاہو کہ وہ تمہیں سیراب کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کے بدوں کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو اس چشمے سے پیئے گا وہ ہلاک نہ ہو گا کیونکہ یہ پانی زندگی بخشتا ہے اور ہلاکت سے بچاتا ہے اور شیطان کے حملوں سے محفوظ کرتا ہے۔ اس چشمے سے سیراب ہونے کا کیا طریق ہے۔ یہی کہ خدا تعالیٰ نے جو دو حق تم پر قائم کئے ہیں ان کو بحال کرو اور پورے طور پر ادا کرو۔ ان میں سے ایک خدا کا حق ہے دوسرا مخلوق کا"۔ (ملفوظات جلد ۲ طبع جدید صفحہ ۱۳۵)۔ یہ سارا دین کا خلاصہ ہے۔ جو لوگ خدا کا حق ادا کرنا شروع کر دیں گے گویا اس پانی کو چکھنا شروع کر دیں گے شرط یہ ہے کہ مخلوق کا حق بھی ادا کر رہے ہوں تو یہ پانی ان کو سیراب کرنا شروع کر دے گا اور پھر آخر وہ بچائے جائیں گے اور اللہ کے فضل کے ساتھ اس کے قرب کے اعلیٰ مقام عطا کئے جائیں گے۔

فرماتے ہیں "دنیا کی حالت ایسی ہو رہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے غضب کو کھینچ لائی ہے۔ تم بہت اچھے وقت آگئے ہو"۔ کیسا پیارا کلام ہے اے میرے ماننے والو بہت اچھے وقت آگئے ہو ورنہ چاروں طرف درندے، بھیڑئے لوگوں کو اچک رہے ہیں، برباد کر رہے ہیں، جھوٹے خدا اپنی طرف بلا رہے ہیں جھوٹے ربّ اپنی

طرف بلا رہے ہیں اور سوائے غیظ و غضب کے ان کو کچھ نصیب نہیں ہوتا کیوں کہ جب جاتے ہیں تو وہاں بھی امن نہیں ملتا اور خدا کے غضب کے نیچے آجاتے ہیں۔ فرمایا دنیا کی حالت ایسی ہو رہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے غضب کو کھینچ لائی ہے۔ تم بہت اچھے وقت آگئے ہو۔ بہت ہی پیارا چھوٹا سا فقرہ ہے جس سے روح وجد میں آجاتی ہے۔

"اب بہتر اور مناسب یہی ہے کہ تم اپنے آپ کو بدلا لو"۔ اچھے وقت آپہنچے ہو، بچ گئے ہو اب بدلاؤ بھی اپنے آپ کو۔ "اپنے اعمال میں اگر کوئی انحراف دیکھو تو اسے دور کرو۔ تم ایسے ہو جاؤ کہ نہ مخلوق کا حق تم پر باقی رہے نہ خدا کا۔ یاد رکھو جو مخلوق کا حق دباتا ہے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی"۔ اب کتنے ہی ایسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہونے والے ہیں جو دوسروں کا حق دباتے ہیں۔ آج بھی ایسے ہیں۔ ایک مسلسل جدوجہد ہے جو جماعت کو ان کے خلاف کرنی پڑتی ہے۔ ان کو سمجھانے کی ہر طرح سے کوشش کی جاتی ہے پھر اگر وہ مان جائیں تو بچ جاتے ہیں، نہیں مانتے تو پھر اللہ تعالیٰ ان کو باہر پھینک دیتا ہے۔ پس یہ بہت ہی خطرناک بات ہے کہ خدا کا حق تو اپنی طرف سے ادا کر رہے ہو، نمازیں پڑھ رہے ہو، روزے رکھ رہے ہو، ہر قسم کی تعلیمات پر عمل کر رہے ہو لیکن لوگوں کا حق دبا رہے ہو، اپنے بھائی بہنوں کے حق دبا رہے ہو۔ فرمایا اپنی زندگی میں انقلاب پیدا کرو۔

"اس سلسلے میں داخل ہو کر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جائو جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ رھو۔ یہ مت سمجھو کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں تبدیلی کرنے سے محتاج ہو جاؤ گے۔ نہیں، خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہیں ہوتا۔ اس پر کبھی برے دن نہیں آسکتے۔ **خدا جس کا دوست اور مددگار ہو اگرتمام دنیا اس کی دشمن ہوجاوے تو کچھ پرواہ نہیں۔ مومن اگر مشکلات میں بھی پڑے تو ھرگز تکلیف میں نہیں ہوتا بلکه وہ دن اس کے لئے بہشت کے دن ہوتے ہیں خدا کے فرشتے ماں کی طرح اسے گود میں لے لیتے ہیں"۔**

یہ بھی ایمان کی ایک پہچان ہے۔ اس راہ میں تکلیفیں تو بہت پہنچتی ہیں اور پہنچائی جاتی ہیں اور باہر کی نظر سے دیکھنے والا سمجھتا ہے یہ تو آگ میں پڑ گیا مگر حضرت ابراہیم کے متعلق جو فرمایا کہ انہیں آگ میں ڈال دیا گیا جو بھی اس کے معنے تھے ابراہیم نے تو اس کو گلزار ہی دیکھا تھا۔ پس مومن سچا وہی ہوتا ہے جب خدا کی خاطر کسی مشکل میں ڈالا جاتا ہے تو اسی کو اپنی جنت سمجھتا ہے اور اس سے لطف اٹھا رہا ہوتا ہے اور حیران ہو رہے ہوتے ہیں دیکھنے والے کہ اسے ہو کیا گیا ہے یہ تو شدید مشکلات میں جھونکا گیا ہے اور بڑے امن کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا وجود ناممکن تھا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم اس دنیا میں اس طرح مشکلات برداشت کرتے ہوئے نہ دیکھتے کہ مسکراتے رہے اور ہمیشہ خدا کی رضا پر راضی رہے ہیں اور یہ اعلان کر رہے ہوں کہ ہمارا خدا ہماری بہشت ہے اللہ کو ہم نے پالیا ہے اور وہی ہمارا بہشت بن گیا ہے۔

فرماتے ہیں "مومن اگر مشکلات میں بھی پڑے تو وہ ہرگز تکلیف میں نہیں ہوتا بلکہ وہ دن اس کے لئے بہشت کے دن ہوتے ہیں خدا کے فرشتے ماں کی طرح اسے گود میں لے لیتے ہیں مختصر یہ کہ خدا خود ان کا محافظ اور ناصر ہوتا ہے یہ خدا جو ایسا خدا ہے کہ وہ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ہے"۔ (ملفوظات جلد ۲ طبع جدید صفحہ ۱۹۵)۔ ہر چیز پر قادر ہے ان کے سارے بگڑے کام بنا دیتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں "ابھی تک بہت سے آدمی جماعت میں ایسے ہیں کہ تھوڑی سی بات بھی خلاف نفس سن لیتے ہیں تو ان کو جوش آجاتا ہے"۔ یہ تو عام مشاہدہ ہے۔ "حالانکہ ایسے تمام جوشوں کو فرو کرنا بہت ضروری ہے تاکہ حلم اور بردباری طبیعت میں پیدا ہو۔ دیکھا جاتا ہے کہ جب ایک ادنیٰ سی بات پر بحث شروع ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو مغلوب کرنے کی فکر میں ہوتا ہے کہ کسی طرح میں فاتح ہو جاؤں"۔

اب یہ جو حجت بازیاں ہیں یہ ہماری مجالس میں اب تک چلتی ہیں اور اس کے گہرے نقصان سے انسان باخبر نہیں ہوتا۔ اپنی بات پہنچانا اور ابلاغ کا حق ادا کرنا، سمجھا دینا کہ یہ بات درست ہے اتنا کافی ہے۔ پھر اگر کوئی نہ مانے تو اس کو چھوڑ دو۔ پھر وہ اپنے سیاہ و سفید کا خود مالک ہے۔ لیکن اگر حجت بازی کر کے اپنی بات کو غالب کرنے کی کوشش کرو یا دکھاؤ کہ گویا تمہیں فتح ہوئی ہے تو اس میں بات کا حق دب جائے گا تمہاری نفسانیت ابھر آئے گی اور یوں لگے گا کہ جیسے تم اپنی فتح کی خاطر یہ سب جھگڑا کر رہے ہو۔ ساری محنت اکارت جائے گی۔ عام طور پر مردوں کی مجلسوں میں بھی یہ چلتا ہے اور عورتوں کی مجلس میں تو خصوصیت سے یہ بات ہے کہ جو بات کوئی کہے پھر وہ منوا کے چھوڑتی ہے۔ اگر نہیں مانتا کوئی تو بولتی چلی جاتی ہے۔ حالانکہ بات پہنچا دی، ختم ہوئی۔ کوئی نہیں مانتا تو نہ مانے تمہاری بلا سے۔ اگر سچی بات پہنچانی ضروری ہے بات ٹھیک ہو اس کے بعد چھوڑ دو اس کو۔

چنانچہ فرماتے ہیں "ایک ادنیٰ سی بات پر بحث شروع ہے تو ایک دوسرے کو مغلوب کرنے کی فکر میں ہوتا ہے کہ کسی طرح میں فاتح ہو جاؤں ایسے موقع پر جوشِ نفس سے بچنا چاہئے اور رفعِ فساد کے لئے ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں دیدہ دانستہ خود ذلت اختیار کر لینی چاہئے"۔ ہار جاؤ کوئی حرج نہیں، چھوڑ دو اس قصے کو۔ "اس امر کی کوشش ہرگز نہ کرنی چاہئے کہ مقابلہ میں اپنے دوسرے بھائی کو ذلیل کیا جاوے"۔ (البدر جلد ۳ نمبر ۹ صفحہ ۳، ۴۔ یکم مارچ ۱۹۰۴ء)۔ کیونکہ ان بحثوں کا آخری مقصد یہی ہوتا ہے کہ دوسرے کو ذلیل اور چھوٹا کر کے دکھایا جائے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے۔ "یہ خدا ہی کے سلسلے میں برکت ہے کہ وہ دشمنوں کے درمیان پرورش پاتا اور بڑھتا ہے"۔ اب جو لوگ دیکھ رہے ہیں کہ اتنی مخالفت جماعت کی ہر جگہ ہو گئی ہے، جس ملک میں بھی ترقی مل رہی ہے وہاں مخالفت ہو رہی ہے۔ وہ مخالفت دراصل جماعت کو بڑھانے کی خاطر ہو رہی ہے۔ **اگر مخالفت نه ہو تو جماعت ترقی کر ھی نہیں سکتی کیونکه اس کی صداقت کا سب سے بڑا نشان یه ھے که مخالفت کے بلوجود بڑھتی ھے**۔ اور بہت سے صحابہ نے یہ بیان کیا ہے کہ ہم نے تو اس کے سوا جماعت کی صداقت کا کوئی نشان نہیں دیکھا تھا اور یہی ایک نشان ہمارے دل کو مطمئن کر گیا کہ شدید مخالفت کے باوجود یہ لوگ حق سے باز نہیں آئے، حق بات کہنے سے باز نہیں آئے اور بظاہر اپنی ذلت کو قبول کر لیا لیکن وقار نہیں چھوڑا، حلم نہیں چھوڑا، بردباری کو اختیار کیا۔ یہ واقعات ایسے ہیں جن کو دیکھ کر بہت سے لوگوں کے دل پر سچائی کا گہرا اثر پڑا اور یقین کر لیا کہ جب تک یہ جماعت سچی نہ ہو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں۔

چنانچہ ایک گاؤں کے متعلق ذکر ملتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ان کا ایک غیروں سے مناظرہ طے ہو گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مناظروں کے خلاف حکم دے چکے تھے۔ مناظرہ طے ہونے کے بعد ان کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو مناظرے بند کر دئے ہیں۔ اب انہوں نے مناسب یہی سمجھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جا کر مطلع کریں کہ حضور ہمیں علم نہیں تھا کہ مناظرے بند ہو جانے ہیں پہلے سے ہم نے مخالفوں سے مناظرہ طے کیا ہوا ہے اور بڑے بڑے شوخ مولوی ہیں جو اکٹھے ہوئے ہوئے ہیں اس لئے اگر حضور ہمیں اجازت دیں تو ہم حاضر ہیں اور ہم دندان شکن جواب دیں گے۔ سارا گاؤں دیکھ لے گا کہ وہ جھوٹے ثابت ہونگے اور ہم سچے ثابت ہونگے۔ اس لئے حضور ہم پر اعتماد کرتے ہوئے ہمیں اجازت دے دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اجازت نہیں، کوئی مناظرہ نہیں ہو گا۔

اب وہاں سارے انتظار کر رہے تھے بیٹھے ہوئے، ارد گرد کے علاقے کے لوگ اکٹھے ہوئے، بڑے بڑے مولوی آئے ہوئے اور دیکھ رہے ہیں کہ قادیان سے کیا جواب آتا ہے۔ جب یہ جواب پہنچا کہ اجازت نہیں ہے تو غیر تو بغلیں بجانے لگے، سارے گاؤں میں شور پڑ گیا کہ مرزائی بھاگ گئے، مرزائیوں کو شکست ہو گئی اور یہ کھلی کھلی فتح ہے جو ہمیں ان کے اوپر نصیب ہوئی ہے۔ احمدیوں کے وقار میں کوئی فرق نہیں آیا صرف دعا کرتے رہے استغفار کرتے رہے اور امام وقت کی اطاعت سے سر مُو فرق نہیں کیا۔ یہ واقعہ جس گاؤں میں گزرا توقع یہ تھی کہ اس گاؤں کے لوگ احمدیت سے کلیۃً دور ہٹ جائیں گے لیکن اگلے جمعہ ہی ایک بڑی تعداد وہاں کے لوگوں کی بیعت کے لئے قادیان پہنچ گئی، بیعت کے لئے درخواست کی۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا بات ہے تو انہوں نے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ کے غلاموں کا استقامت دکھانا، آپ کے غلاموں کا حلم، ان کی بردباری، ان کا وقار سچوں کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ اس کے سوا ہمارے لئے اور کوئی صداقت کی دلیل نہیں اور یہ آخری اور پختہ دلیل ہے۔ انشاء اللہ آپ ہمیں بھی صاحبِ استقامت پائیں گے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ واقعہ سن کر ان کی بیعت قبول فرمالی۔

اب دیکھو یہی وہ بات ہے جو مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ مخالفتیں تمہیں نابود کرنے کے لئے اٹھتی ہیں مگر تم جب استقامت دکھاتے ہو تو تمہاری سچائی کی سب سے بڑی دلیل بن جاتی ہیں۔ پھر فرماتے ہیں "میں سچ سچ کہتا ہوں یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے۔ اگر انسانی ہاتھوں اور انسانی منصوبوں کا نتیجہ ہوتا تو انسانی تدابیر اور انسانی مقابلے اب تک اس کو نیست و نابود کر چکے ہوتے۔ انسانی منصوبوں کے سامنے اس کا بڑھنا اور ترقی کرنا ہی اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے۔ پس جس قدر تم اپنی قوتِ یقین کو بڑھاؤ گے اسی قدر دل روشن ہو گا"۔ اور اس کے بعد سادہ لفظوں میں چھوٹی چھوٹی نصیحتیں ہیں جن پر ہمیں سختی سے کاربند ہونا چاہئے۔

"قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو کیونکہ کفار ناامید ہوا کرتے ہیں"۔ جب تم ناامید ہو گے تو کفار جیسے ہو جاؤ گے۔ "مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا جیسا کہ حضرت ذکریاؑ کی دعا ہے وَلَمْ اَکُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا"۔ اے خدا میں بوڑھا ہو گیا، میرے بال سفید ہو گئے، میری ہڈیاں گل گئیں مگر آج تک میں تجھے پکارتے ہوئے کبھی مایوس نہیں ہوا، ایسا بدبخت نہیں ہوں کہ تجھے پکارتے ہوئے مایوس ہو جاؤں۔ پس یہی بات ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "وہ کافر ہیں جو خدا تعالیٰ سے مایوس

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

ہو جاتے ہیں، ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو، قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو"۔ اس میں ہر چیز شامل ہے۔

"نماز کو اسی طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے البتہ اپنی حاجتوں اور مطالب کو مسنون اذکار کے بعد اپنی زبان میں بیشک ادا کرو"۔ نماز کے اندر ہی اپنی ہر قسم کی حاجتیں اللہ کے حضور پیش کرنا جائز ہے، اپنی زبان میں ہاں پہلے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے الفاظ ہیں، مسنون الفاظ، ان میں ساری نماز پڑھو اور اس کے بعد، مسنون الفاظ کے بعد حسب موقع اپنی دعاؤں کے لئے بھی ٹھہر جایا کرو اور اپنی زبان میں بھی دعاؤں کو کیا کرو۔ "البتہ اپنی حاجتوں اور مطالب کو مسنون اذکار کے بعد"۔ یہ مطلب ہے مسنون اذکار کا۔ "اپنی زبان میں بے شک ادا کرو اور خدا تعالیٰ سے مانگو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اس سے نماز ہر گز ضائع نہیں ہوتی"۔ (ملفوظات جلد ۲ طبع جدید صفحہ ۱۹۱)

پھر فرماتے ہیں "دیکھو وہ جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جو ایک دوسرے کو کھائے"۔ جب ایک دوسرے کو کھانے لگے ہیں ایک دوسرے کے مال پر گندی نظریں ڈالتے ہیں اور غصب کرتے ہیں ایک دوسرے کا مال تو جماعت کیسے ہو سکتی ہے۔ "اور جب چار مل کر بیٹھیں تو ایک غریب بھائی کا گلہ کریں"۔ جو غریب ہو بے چارہ اس کا گلہ کریں۔ "اور نکتہ چینیاں کرتے رہیں کمزروں اور غریبوں کی حقارت کریں اور ان کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھیں ایسا ہر گز نہیں چاہئے بلکہ اجماع میں چاہئے کہ قوت آجائے اور وحدت پیدا ہو جائے جس سے محبت آتی ہے اور برکات پیدا ہوتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد ۲ طبع جدید صفحہ ۲۶۴)

پھر فرمایا "اور یہ آخری نصیحت اس خطبے کے لئے میں نے اخذ کی ہے۔ فرماتے ہیں "اخلاقی حالت ایسی درست ہو کہ کسی کو نیک نیتی سے سمجھانا اور غلطی سے آگاہ کرنا ایسے وقت پر ہو کہ اسے برا معلوم نہ ہو"۔ بھری مجلس میں ٹوکتے رہنے کی عادت عام ہے اور مشکل ہے اس سے نجات حاصل کرنا لیکن اگر بھری مجلس میں ٹوکنا ہو تو اس شخص کو ذلیل کرنے کی خاطر نہیں بلکہ بعض دوسروں کو سمجھانے کی خاطر ایسا کرنا بھی پڑتا ہے اور نیتوں کا حال اللہ جانتا ہے۔ پس اگر دوسروں کو سمجھانے کی خاطر نرم الفاظ میں کسی کو اس کی غلطی سے آگاہ کیا جائے جو عوام کے سامنے کی جا رہی ہو اسلئے ضروری ہوتا ہے کہ ان کو پتہ چل جائے کہ یہ طرز عمل درست نہیں ہے لیکن کہنے والا دو طریق اختیار کر سکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اپنی بڑائی دکھانے کے لئے، اس کو کم علم دکھانے کے لئے، اس کو گھٹیا دکھانے کے لئے بات کر سکتا ہے مگر ایک مجبور اً کرتا ہے تمام لوگوں کی بھلائی کی خاطر ایسا کرتا ہے اور دل میں شرمندہ ہوتا ہے کہ اس بے چارے کو مجھے شرمندہ کرنا پڑ رہا ہے۔

یہ اللہ کو علم ہے کہ ہر دل کا کیا حال ہے مگر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہے اس کو یہ بات اختیار کرنی چاہئے۔ "ایسے وقت پر ہو کہ اسے برا معلوم نہ ہو"۔ اب دیکھیں یہاں یہ نہیں فرمایا کہ علیحدگی میں ہو۔ فرمایا "ایسے وقت پر ہو کہ اسے برا معلوم نہ ہو"۔ پس حسب موقع عوام کے سامنے بھی بات کی جا سکتی ہے مگر طرز ایسی ہو، وقت ایسا اختیار کیا جائے کہ وہ سمجھ جائے کہ مجبوری ہے۔ "کسی کو استخفاف کی نظر سے نہ دیکھو"۔ کسی کو گھٹیا اور کمزور نہ دیکھا کریں۔ "دل شکنی نہ کی جائے۔ جماعت میں باہم جھگڑے فساد نہ ہوں، دینی غریب بھائیوں کو کبھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ مال و دولت یا بزرگی یا نسبی بزرگی پر بے جا فخر کر کے دوسروں کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھو۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک مکرم وہی ہے جو متقی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ (ملفوظات جلد اول طبع جدید صفحہ ۱۳۵)۔ ہر بات کی تان تقویٰ ہی پر ٹوٹتی ہے۔ پس دل اگر تقویٰ سے خالی نہ ہوں تو پھر آپ نے سب کچھ پا لیا، پھر تقویٰ نصیب ہوا تو اللہ نصیب ہو گیا اور اللہ نصیب ہوا تو دین دنیا مل گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ نمبر ۲

اللہ بہتر جانتا ہے کب تک چلے گا۔ ہو سکتا ہے جلسہ سالانہ تک خطبات کا سلسلہ اسی طرح جاری رہے اور اس کے نتیجہ میں انشاء اللہ جو معلومات اکٹھی ہونگی ان کے علاوہ جو شہداء کے خاندان ہیں خصوصاً ان کے دل میں اپنے ماں باپ کی قربانیاں احمدیت کے ساتھ ایک غیر معمولی وابستگی پیدا کر دیں گی۔ وابستگی کو اور بھی زیادہ چمکا دیں گی اور **میں یقین رکھتاهوں که شهادتوں کا یه سلسله آگے بڑھتا رهے گا اور اگلی صدی تک ان کی یادیں اور شهداء بھی پیدا کرتی رهیں گی۔** پس میں امید رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ جو شہادات کے ذکر کا چلا ہے یہ بہت ہی بابرکت ثابت ہو گا۔

آخری واقعہ حضور انور ایدہ اللہ نے عبد الرحمٰن صاحب شہید کا بیان فرمایا جو فوج میں حوالدار تھے اور بڑے بہادر تھے۔ حفاظت مرکز کے سلسلہ میں قادیان آئے۔ راجن پور کے قریب ساتھیوں سے پیچھے رہ گئے اور سکھوں نے ان کو شہید کر دیا۔ جب پتہ چلا تو ساتھی واپس گئے اور نعش کو بحفاظت واپس لے آئے۔

خطبہ کے آخر پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا تو یہ روح تھی جو اس زمانے میں کار فرما تھی۔ عظیم بہادری کے نمونے دکھائے ہیں مجاہدین نے اور **امر واقعه یه هے که آپ تلاش کر کے دیکھیں تاریخ میں، اسلام کی اولین تاریخ کے سوا آپ کو اس قسم کی بیباک شهادتوں اور قربانیوں کے واقعات اورکهیں نهیں ملیں گے۔ میں امید رکھتاهوں که آپ لوگ ان واقعات کی یادوں کوهمیشه اپنے دل کی دنیا میں آباد رکھیں گے اور آپ کے دل کی دنیا ان واقعات کی یاد سے جگمگاتی رهے گی اور انهی لوگوں میں سے جن کے دلوں میں یه یادیں وابسته هیں آسمان احمدیت پر چمکنے والے ستارے بھی پیدا هونگے** ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خلاصہ مرتبہ: صادق محمد طاہر۔ جرمنی)

❁❁❁❁❁❁❁❁

واقفین نو کو حتی الوسع اچھی تلاوت کے ساتھ ساتھ ترجمہ قرآن بھی سکھائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"قاری دو قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ ایک تو وہ جو اچھی تلاوت کرتے ہیں اور ان کی آواز میں ایک کشش پائی جاتی ہے اور تجوید کے لحاظ سے وہ درست ادائیگی کرتے ہیں۔ لیکن محض پر کشش آواز سے تلاوت میں جان نہیں پڑا کرتی۔ ایسے قاری اگر قرآن کریم کا ترجمہ نہ جانتے ہوں تو وہ تلاوت کا بُت تو بنا دیتے ہیں تلاوت کا زندہ پیکر نہیں بنا سکتے۔ لیکن وہ قاری جو سمجھ کر تلاوت کرتے ہیں اور تلاوت کے اس مضمون کے نتیجہ میں ان کے دل پگھل رہے ہوتے ہیں ان کے دل میں خدا کی محبت کے جذبات اٹھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کی تلاوت میں ایک ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے جو اصل روح ہے تلاوت کی۔ تو ایسے گھروں میں جہاں واقفین نو ہیں وہاں تلاوت کے اس پہلو پر بہت زور دینا چاہئے۔ خواہ تھوڑا پڑھایا جائے لیکن ترجمہ کے ساتھ، مطالب کے بیان کے ساتھ پڑھایا جائے اور بچے کو یہ عادت ڈالی جائے کہ جو کچھ بھی وہ تلاوت کرتا ہے وہ سمجھ کر کرتا ہے۔ ایک تو روزمرہ کی صبح کی تلاوت ہے، اس میں تو ہو سکتا ہے کہ بغیر سمجھ کے بھی ایک لمبے عرصہ تک آپ کو اسے قرآن کریم پڑھانا ہی ہوگا لیکن ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ سکھانے اور مطالب کی طرف متوجہ کرنے کا پروگرام بھی جاری رہنا چاہئے"۔

(خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰/ فروری ۱۹۸۹ء۔ مرسلہ وکالت وقف نو، ربوہ)

اخبار الفضل کی اہمیت

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۹/ دسمبر ۱۹۵۴ء کو ربوہ سے اخبار الفضل کی اشاعت کے آغاز پر فرمایا:

"......اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے"۔ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کی خریداری قبول کر کے اور اس میں اشتہار دے کر اخبار کی معاونت کیجئے۔ (مینیجر)

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholesaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Pleasecontact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

علامہ اقبال کی طرف سے جماعت احمدیہ پر

پیر پرستی کا جھوٹا اور مکروہ الزام

(شیخ عبدالماجد ۔ لاہور)

سر اقبال نے پنڈت نہرو کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے اپنے مضمون جنوری ۱۹۳۶ء میں لکھا کہ ہندوستان کا شمال مغربی علاقہ غیر مہذب (More Primitive) اور پیر پرست (More Saint-Ridden) علاقہ ہے۔ وہاں سر سید کی تحریک کے ردّ عمل کے طور پر احمدیہ تحریک شروع ہوئی۔ علامہ کا مقصود یہ تاثر دینا تھا کہ وہ لوگ جو احمدیت میں داخل ہوئے ہیں ان کا تعلق زیادہ تران علاقوں سے ہے جہاں جہالت، پیر پرستی یا قبر پرستی نمایاں ہیں۔ روشن خیال معاشرہ کے مقابلہ میں انہیں کوئی اہمیت نہیں دی جاسکتی۔

علامہ اقبال کا یہ تاثر قبول کئے جانے کے لائق نہیں ہے۔ اس ضمن میں غور طلب بات یہ ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے بانی نے پیر پرستی کی تعلیم دی یا آپ اس رجحان سے سخت متنفر تھے۔ دوسری دیکھنے والی بات یہ ہے کہ جن غیر از جماعت معززین کو قادیان جاکر وہاں کے ماحول کا آزادانہ جائزہ لینے کا موقعہ ملا ان کے تاثرات کیا تھے؟ یہ دونوں امور علامہ کے بیان کی تائید یا تردید کرنے کے لئے ٹھوس بنیاد فراہم کر سکتے ہیں۔

پیر پرستی اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ارشادات

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اسلام کا منشا یہ ہے کہ بہت سے ابراہیمؑ بنائے...... میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو"۔

(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۸۹)

کتنی نفرت پائی جاتی ہے دور حاضر کے پیروں کے چلن کے بارے میں جب آپ فرماتے ہیں:

"آج کل کے پیر اکثر فاحشہ عورتوں کو مرید بناتے ہیں"۔ (روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۲۳)

ذرا ملاحظہ ہو یہ عبارت۔ فرماتے ہیں:

"عوام الناس میں جس قدر بدرسمیں پھیلی ہوئی ہیں جو مخلوق پرستی تک پہنچ گئی ہیں ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ۔ بعض پیر پرستی میں اس قدر بڑھ گئے ہیں جو اپنے پیروں کو معبود قرار دے دیا ہے۔ بعض قبروں کی نسبت اس قدر غلو رکھتے ہیں کہ قریب ہے کہ ان قبروں کو ہی اپنا خدا تصور کر لیں بلکہ کئی لوگ قبروں پر سجدے کرتے دیکھے گئے ہیں اور وہ لوگ جو پیر اور سجادہ نشین کہلاتے ہیں۔ اکثر لوگوں میں ان میں سے بد عملی حد سے بڑھ گئی ہے اور وہ لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں بلکہ اپنی طرف بلاتے ہیں"۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۱ ۔مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

بتایئے اس تبصرے کا "پیر پرستی" سے کوئی جوڑ ہے؟

افسوس! سر اقبال معاملہ کا یہ پہلو بھی نظر انداز کر گئے کہ ان غیر مہذب اور پیر پرست علاقوں سے جو لوگ چھٹ کر بانی سلسلہ احمدیہؑ یا آپ کے خلفاء کے پر فیض پروں کے نیچے آگئے وہ بصیرت سے معمور ہو گئے ۔ وہ مختلف سوسائٹیوں میں راسخ شدہ پیر پرستی اور اوہام پرستی اور دیگر غیر اسلامی رسومات کو پیچھے چھوڑتے ہوئے مہذب کہلانے والی سب جماعتوں کے لئے قابل تقلید بن گئے حتی کہ خود اقبال پکار اٹھے کہ جماعت احمدیہ "اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ" ہے۔ واضح رہے کہ اب تختہ زمین پر صرف یہی ایک جماعت ہے جو نظم جماعت کے اعتبار سے عمل کے سانچے میں ڈھل کر سارے کرہ عالم میں اسلامی سیرت کے لحاظ سے جگمگ جگمگ کر رہی ہے۔

☆...... یہاں خلافت علی منہاج نبوت قائم ہے۔

☆...... یہاں مجلس مشاورت کا نظام مضبوط بنیادوں پر قائم ہے۔

☆...... یہاں قضا اور افتاء کے محکمے اپنے اپنے فرائض پوری تندہی سے سرانجام دے رہے ہیں۔

☆...... یہاں "بیت المال" کا سلسلہ (بغیر سود کے) کامیابی سے چل رہا ہے۔

☆...... یہاں طریق کار متمدن، شائستہ اور روشن خیال جماعتوں کے طریق کار سے بہت بلند مقام رکھتا ہے۔

بتایئے! یہ اسلامی ڈھانچے اور کس جماعت کو حاصل ہیں؟۔

ایک احمدی کا فکر، فکر جدید کا حامل ہے۔ اس کا دماغ نور مبین قرآنی تعلیم سے روشن ہے اور اس کا دل محبت الٰہی سے لبریز ہے۔ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھے ہوئے ہے اور دین کو ہی اپنا شعار بنائے ہوئے ہے۔ دین سے یہ الفت، یہ محبت اور یہ غیرت سر سید یا کسی اور کے مکتبۂ فکر کو کہاں نصیب ہے؟۔

احمدی علوم جدیدہ کا مخالف نہیں البتہ وہ علوم جدیدہ کو دین کا خادم سمجھتا ہے۔ وہ دنیا کا سخت ترین معقولی شخص ہے۔ وہ کسی بات کو بلا دلیل ماننے کو تیار نہیں۔ وہ دلیل سے بات مانتا اور دلیل سے بات منواتا ہے۔

سر اقبال جسے پسماندگی اور جہالت کے زمرہ میں ڈال رہے ہیں وہ احمدی، علم حاصل کرنے کے معاملے میں اپنے معاشرہ کے دوسرے انسانوں سے بہت آگے ہے ۔ اگر کسی وقت احمدی بچیوں اور عورتوں کی تعلیمی حالت کا سروے ہوا تو دنیا حیرت انگیز نتائج دیکھے گی انشاء اللہ۔ بہرحال سر اقبال کے تجزیہ کا یہ حصہ بے بنیاد بلکہ بعض لحاظ سے طفلانہ کاوش کا درجہ رکھتا ہے۔

برصغیر کے ایک معزز صحافی کی طرف سے قادیان کے ماحول کا جائزہ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات پر پانچ سال کا عرصہ بیت چکا ہے۔ مارچ ۱۹۱۳ء میں ملک کے ممتاز صحافی میاں محمد اسلم (امرتسر سے) قادیان تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے جو نقشہ اس وقت کے قادیان کا کھینچا ہے اس میں پیر پرستی اور قبر پرستی کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ راقم، صحافی مذکور کے تاثرات قدرے تفصیل کے ساتھ درج کر رہا ہے کیونکہ یہ تاثرات، علامہ کی طرف سے پھیلائی گئی بعض دیگر غلط فہمیوں کے ازالہ میں بھی ممد ثابت ہونگے ۔ میاں محمد اسلم صاحب لکھتے ہیں:

"عالم اسلام کی خطرناک تباہ انگیز مایوسیوں نے مجھے اس اصول پر قادیان جانے پر مجبور کیا کہ احمدی جماعت جو بہت عرصہ سے دعویٰ کر رہی ہے کہ وہ دنیا کو تحریری و تقریری جنگ سے مغلوب کر کے حلقہ بگوش اسلام بنائے گی۔ آیا وہ ایسا کرنے کی اہلیت رکھتی ہے؟......... اس تصور کی زبردست کشمکش نے آخر کار گزشتہ ہفتہ مجھے امرتسر سے کھینچ کر قادیان میں لے جاکر کھڑا کر دیا۔

.... مولوی نورالدین صاحب نے جو بوجہ مرزا صاحب کے خلیفہ ہونے کے اس وقت احمدی جماعت کے مسلمہ پیشوا ہیں۔ جہاں تک میں نے دو دن ان کی مجالس وعظ و درس قرآن شریف میں رہ کر ان کے کام کے متعلق غور کیا، مجھے وہ نہایت پاکیزہ اور محض خالصتاً للہ کے اصول پر نظر آیا۔ کیونکہ مولوی صاحب کا طرز عمل قطعاً ریا و منافقت سے پاک ہے ۔ اور ان کے آئینۂ دل میں صداقت اسلام کا ایک ایسا زبردست جوش ہے جو معرفت توحید کے شفاف چشمے کی وضع میں قرآن مجید کی آیتوں کی تفسیر کے ذریعے ہر وقت ان کے بے ریا سینے سے ابل ابل کر تشنگان معرفت توحید کو فیضیاب کر رہا ہے۔ اگر حقیقی اسلام قرآن مجید ہے تو قرآن مجید کی صادقانہ محبت جیسی کہ مولوی صاحب موصوف میں میں نے دیکھی ہے اور کسی شخص میں نہیں دیکھی۔ یہ نہیں کہ وہ تقلیداً ایسا کرنے پر مجبور ہے، نہیں بلکہ وہ ایک زبردست فیلسوف انسان ہے۔ اور نہایت ہی زبردست فلسفیانہ تنقید کے ذریعہ قرآن مجید کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہے کیونکہ جس قسم کی زبردست فلسفیانہ تفسیر قرآن مجید کی میں نے ان کے درس قرآن مجید کے موقعہ پر سنی ہے غالباً دنیا میں چند آدمی ایسا کرنے کی اہلیت رکھتے ہونگے۔ مجھے زیادہ تر حیرت اس بات کی ہوئی کہ ایک اسّی (۸۰) سالہ بوڑھا آدمی صبح سویرے سے لے کر شام تک جس طرح لگاتار سارا دن کام کرتا رہتا ہے وہ متحد طور پر آج کل کے تندرست، قوی ہیکل دو تین نوجوانوں سے بھی ہونا مشکل ہے۔ میں کام کرنے کے متعلق مولوی صاحب کو غیر معمولی طاقت کا انسان تو نہیں سمجھتا لیکن اپنے فرض کی ادائیگی میں اسے خیر القرون کے قدسی صفت صحابہ کا پورا ہیرو کہنے میں اگر منافقت کروں تو یقیناً میں صداقت کا خون کرنے والا ہو جاؤں۔ مولوی صاحب کی تمام حرکات و سکنات میں صحابہ علیہم السلام کی سادگی اور بے تکلفی کی شان پائی جاتی ہے ۔ اس نے نہ اپنے لئے کوئی تمیزی نشان مجلس قائم کر رکھا ہے نہ کسی امیر و غریب کے لئے **اور نہ تسلیم یا کورنش جیسی پیر پرستی کی لعنت کو وہاں جگہ دی گئی ہے۔**

صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سے بھی مل کر ہمیں از حد مسرت ہوئی ۔ صاحبزادہ صاحب نہایت ہی خلیق اور سادگی پسند ہیں۔ علاوہ خوش خلقی کے کہیں بڑی حد تک معاملہ فہم و مدبر بھی ہیں۔ علاوہ دیگر باتوں کے جو گفتگو صاحبزادہ صاحب موصوف کے اور میرے درمیان ہندوستان کے مستقبل پر ہوئی اس کے متعلق صاحبزادہ صاحب نے جو رائے اقوام عالم کے زمانہ ماضی کے واقعات کی بناء پر ظاہر فرمائی وہ نہایت ہی زبردست مدبرانہ پہلو لئے ہوئے تھی۔ صاحبزادہ صاحب نے مجھ سے ازراہ نوازش بہت کچھ ہی مخلصانہ پیرائے میں یہ خواہش ظاہر فرمائی کہ میں کم از کم ایک ہفتہ قادیان میں رہوں۔ اگرچہ بوجوہ چند در چند میں ان کے ارشاد کی تعمیل سے قاصر رہا مگر صاحبزادہ صاحب کی اس بلند نظرانہ مہربانی و شفقت کا از حد مشکور ہوں۔ صاحبزادہ صاحب کے زہد و اتقاء اور ان کی وسعت خیالانہ سادگی مجھے ہمیشہ یاد رہے گی۔

علاوہ اس کے میں نے قادیان کی احمدی جماعت کی اس جدوجہد کو دو دن میں بکمال غور و خوض سے دیکھا۔ جو مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے قیام کے ذریعہ دنیا میں حقیقی اسلامی قوم پیدا کرنے کی مدعی بن کر، کر رہی ہے۔ اپنے اس عملی پروگرام کو پورا کرنے کی مستعدی میں احمدی جماعت قابل مبارکبادی کے ہے۔ کیونکہ جہاں ہائی سکول میں مسلمان طالب علموں کو مروجہ دنیاوی علوم کی تعلیم دی جارہی ہے وہاں نہایت ہی اعلیٰ پیمانے پر قرآن مجید کی مفسرانہ تعلیم کے ذریعے حقیقی فلسفہ اسلام سے ان کے دل و دماغ معمور کئے جارہے ہیں۔ علاوہ اپنے لائق ماسٹروں اور ٹیوٹروں سے اسلامی تعلیم و تہذیب کے سیکھنے کے ہر ایک ہائی سکول کا طالب علم نماز عصر کے بعد نماز شام تک مولوی نورالدین صاحب کے آگے بڑی مسجد میں ان کے باقاعدہ درس قرآن شریف کے وقت زانوئے شاگردی تہ کرنے کو پابند کیا گیا ہے اور ہائی سکول قادیان کے طالب علم کو روزانہ ذہن نشین کرایا جاتا ہے کہ جس اسلام کے ارکان مذہبی کی ادائیگی تم سے حکماً سکول میں کرائی جاتی ہے وہ فطرتاً تم پر قوانین قدرت نے زندگی کے باقی لوازمات سے بڑھ کر بطور ایک زبردست و اہم فرض کے عائد کر دئے ہیں ۔ یہ نہیں کہ علی گڑھ کالج کے طلباء کی طرح ان سے نماز

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

توجبراً پڑھائی جائے اور نماز کے پڑھنے کی ضرورت و فلسفہ فطرت کی رو سے انہیں نہ سمجھائی جائے۔ جس سے علی گڑھ کے طلباء کی طرح وہ نماز کو ایک زبردستی بیگار تصور کرتے ہوئے اسلام کے متعلق نفرت کا بیج دل میں بونے پر مجبور ہوں۔ کیونکہ ڈارون اور بیکن کے فلسفے کو پڑھنے والے طالب علموں سے "مان نہ مان" میں تیرا مہمان کے اصول پر انگریزی اسلامی سکولوں و کالجوں پر قادیان کے ہائی سکول کو اسلامی پہلو سے وہ برتری حاصل ہے کہ جس کی گرد کو باقی اسلامی، انگریزی سکول و کالج نہیں پہنچ سکتے۔

مدرسہ احمدیہ چونکہ خالص مذہبی تعلیم کا مدرسہ ہے اس لئے میں ہندوستان کی باقی درسگاہوں پر اسے چنداں فوقیت نہیں دے سکتا مگر میرے خیال میں فلسفہ قرآن کے سمجھنے میں اس کے طالب علم باقی درسگاہوں سے بہت فائدہ میں ہیں ۔ جبکہ انہیں خاص طور پر اس کے متعلق بہت سے عمدہ ذرائع حاصل ہیں جو ہندوستان کی دیگر مذہبی درسگاہوں کے طلباء کو حاصل نہ ہونگے۔

عام طور پر قادیان کی احمدی جماعت کے افراد کو دیکھا گیا تو انفرادی طور پر ہر ایک کو توحید کے نشے میں سرشار پایا گیا اور قرآن مجید کے متعلق جس قدر صادقانہ محبت اس جماعت میں، میں نے دیکھی ہے کہیں نہیں دیکھی۔ صبح کی نماز منہ اندھیرے چھوٹی مسجد میں پڑھنے کے بعد جو میں نے گشت کی تو تمام احمدیوں کو میں نے بلا تمیز بوڑھے و بچے اور نوجوانوں کے، لیمپ کے آگے قرآن مجید پڑھتے دیکھا ۔ دونوں مسجدوں میں دو بڑے گروہوں اور سکولوں کے بورڈنگ میں سینکڑوں لڑکوں کی قرآن خوانی کا موثر نظارہ مجھے عمر بھر یاد رہے گا۔ حتی کہ احمدی تاجروں کا صبح سویرے اپنی اپنی دوکانوں اور احمدی مسافر مقیم "مسافر خانے" کی قرآن خوانی بھی ایک نہایت پاکیزہ سین پیش کر رہی تھی۔ گویا صبح کو مجھے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ قدسیوں کے گروہ در گروہ آسمان سے اتر کر قرآن مجید کی تلاوت کر کے بنی نوع انسان پر قرآن مجید کی عظمت کا سکہ بٹھانے آئے ہیں۔ غرض احمدی قادیان میں مجھے قرآن ہی قرآن نظر آیا۔

پیر پرستی کا نرالہ ڈھونگ جو ہندوستان میں مسلمانوں کی شامت اعمال سے ہندوستان کے بڑے بڑے اولیاء کے مزاروں کے ذریعے ان کے جانشینوں اور خلیفوں نے ڈال کر اپنے طرز عمل سے اسلامی توحید کی مٹی پلید کر رکھی ہے۔ میں نے اپنے دو دن کے قیام میں اس کا کوئی شائبہ عملی صورت میں نہیں دیکھا۔ مرزا صاحب کی قبر کو بھی جا کر دیکھا۔ جس پر کوئی عالی شان یا معمولی روضہ نہیں بنایا گیا ۔ اپنے گرد و نواح کی قبروں سے اسے کسی قسم کی نمایاں خصوصیت نہیں تھی اور نہ کسی مجاور یا جاروب کش کو وہاں پایا۔

جو کچھ میں نے احمدی قادیان میں دیکھا وہ خالص اور بے ریا توحید پرستی تھی۔ اور جس طرف نظر اٹھتی تھی قرآن ہی قرآن نظر آتا تھا۔ غرض قادیان کی احمدی جماعت کو عملی صورت میں اپنے اس دعوے میں کہیں بڑی حد تک سچا ہی سچا پایا کہ وہ دنیا میں اسلام کو پرامن صلح کے طریقوں سے تبلیغ واشاعت کے ذریعے ترقی دینے کے اہل ہیں۔ اور وہ ایسی جماعت ہے جو دنیا میں عملاً قرآن مجید کے خالصۃً للہ پیرو اور اسلام کی فدائی ہے۔ اور اگر تمام دنیا اور خصوصاً ہندوستان کے مسلمان، یورپ میں اشاعت اسلام کے ان کے ارادوں کی عملاً مدد کریں تو یقیناً یورپ آفتاب اسلام کی نورانی شعاعوں سے منور ہو جائے گا۔ (بدر ۳رمارچ ۱۹۱۳ء بحوالہ حیات نور تصنیف مولانا شیخ عبدالقادر صاحب مرحوم مربی سابق سوداگرمل)

(یہی وجہ تھی کہ اس دور میں علامہ اقبال نے اپنے لخت جگر "آفتاب اقبال" کو سیالکوٹ کے سکول سے اٹھا کر قادیان کے سکول میں داخل کرادیا تھا)۔

مسلم عوام کے متعلق فرزند اقبال کی رائے

احمدیہ جماعت کی پیر پرستی و قبر پرستی سے نفرت و بیزاری کے متعلق آپ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تعلیم اور ایک غیر از جماعت معزز صحافی کا بیان پڑھا۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ لوگ جو احمدیت سے وابستہ نہیں ہوئے ان کی اکثریت آج بھی ان امراض میں مبتلا ہے۔ ان غریبوں کی قابل رحم حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرزند اقبال جناب جسٹس (ریٹائرڈ) ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں:

"برصغیر کے اکثر و بیشتر علماء کے نزدیک ......اقبال کا اصلاحی اندازِ فکر، بدعت کے سوا اور کچھ نہیں۔ جہاں تک غریب مسلم عوام کا تعلق ہے ان کی بھاری اکثریت آج بھی ان پڑھ اور ضعیف الاعتقاد ہے .... جن کے اعتقاد کے مطابق دراصل زندہ یا مردہ پیران کی شفاعت کا باعث ہیں۔ لہٰذا ان کے ہاں پیری مریدی یا قبر پرستی مقبول ہے اور صوفیائے کرام یا پیروں فقیروں کے مزاروں پر چادریں چڑھانا یا خانقاہوں پر منتیں مانگنا ان کا معمول ہے۔ (زندہ رود صفحہ ٦٥٤)

قارئین کرام! یہ ہیں سر اقبال جو ان پیر پرست اور جاہل لوگوں کے نمائندہ اور رہبر بن کر جماعت احمدیہ پر پیر پرستی اور جہالت کا الزام لگا رہے ہیں۔

حلقۂ اقبال کی خدمت میں ایک گزارش

آخر میں ہم حلقہ اقبال کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ مسلم عوام کو ان بدعتوں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ انہیں "احمدیت" کے حصار عافیت میں داخل ہونے کی راہ دکھا دی جائے ۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

اللہ کی اِک نعمتِ عظمیٰ ہے خلافت

اللہ کی اک نعمت عظمیٰ ہے خلافت   مومن کے لئے عروۂ وثقیٰ ہے خلافت
گرتی ہوئی ملت کا سہارا ہے خلافت   حق یہ ہے نبوت کا تتمہ ہے خلافت

ہے نخل نبوت تو ثمر اس کا خلافت
گر شمس نبوت ہے، قمر اس کا خلافت

اللہ کی نصرت ہے خلافت کی بدولت   تبلیغ میں وسعت ہے خلافت کی بدولت
اسلام کی شوکت ہے خلافت کی بدولت   ملّت میں جو وحدت ہے خلافت کی بدولت

اسلام ہے گر جسم تو جان اس کی خلافت
یہ لعل وجواہر ہے تو کان اس کی خلافت

مومن ہیں جو قرآن میں وعدہ ہے یہ ان سے   ایمان کے ساتھ ان کے گر اعمال ہیں اچھے
اللہ نوازے گا انہیں فضل سے اپنے   اور دے گا خلافت انہیں خاص اپنے کرم سے

خوف ان کا مبدل بہ اماں ہو کے رہے گا
زیر ان کے لئے سارا جہاں ہو کے رہے گا

جب تک رہی اسلام میں موجود خلافت   دنیا میں مسلمان تھے باعزت و عظمت
جس وقت چھنی ان سے یہ اللہ کی نعمت   عزت رہی باقی نہ کوئی شان نہ شوکت

حاکم تھے مگر ہو گئے محکوم جہاں میں
مغلوب ہوئے۔ ہو گئے مظلوم جہاں میں

لیکن یہ خدائے دو جہاں کا تھا نوشتہ   اسلام میں اک بار ہو پھر زندگی پیدا
اللہ نے آخر کیا اس وعدے کو ایفا   احیاء کے لئے بھیجا ہے موعود مسیحاؑ

پھر فضل سے اپنے ہے عطا کی وہی نعمت
یعنی کہ خلافت علی منہاجِ نبوت

اللہ! ہمیشہ یہ خلافت رہے قائم   احمدؑ کی جماعت میں یہ نعمت رہے قائم
ہر دَور میں یہ نورِ نبوت رہے قائم   یہ فضل ترا تا بقیامت رہے قائم

جب تک کہ خلافت کا یہ فیضان رہے گا
ہر دَور میں ممتاز مسلمان رہے گا

(آفتاب احمد صاحب بسمل)

SATELLITE WAREHOUSE
Muslim TV AHMADIYYA
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

لِقَاءِ مَعَ الْعَرَبْ

(۱۳؍دسمبر ۱۹۹۴ء)

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

(قسط نمبر ۲)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کاخلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر** پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو/ ویڈیو مسجد فضل لندن یوکے سے بھی حاصل کرسکتے ہیں۔(ادارہ)

سوال: قرآن کریم میں ہے ﴿فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا﴾ ۔(الروم:۳۱)۔ یہ فطرت اللہ کیاچیزہے؟

(محترم حلمی شافعی صاحب نے اس آیت کا ترجمہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ قرآن سے پیش کیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی اس فطرت کی پیروی کروجس فطرت پراس نے انسان کو پیداکیا)

جواب: حضورانور نے فرمایا: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ترجمہ آیت کا اصل منطوق پیش نہیں کررہا۔ یہ ترجمہ جس طرح پیش کیا گیا ہے اس سے تو مذکورہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ میں ذاتی طور پر اس ترجمہ سے مکمل اتفاق نہیں کرتا۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مترجم نے اس ترجمہ میں کوئی غلط بات پیش کی ہے بلکہ یہ اس آیت کے مکمل معنی نہیں ہیں۔

اگر ہم اس آیت کا لفظی ترجمہ کریں تو یوں ہوگا کہ "خداتعالیٰ نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے"۔ اس معنی کو عہدنامہ جدید کی بھی تائید حاصل ہے جہاں یہ ذکر ہے کہ خداتعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ یہ بالکل سادہ اور اصل ترجمہ ہے۔ اس سے اور معانی بھی نکالے جاسکتے ہیں وہ بھی غلط نہیں ہیں لیکن اصل مفہوم کو چھوڑ کر دوسرا اختیار کرنا میرے نزدیک درست نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ ترجمہ کسی اچھے مقصد کی خاطر کیا گیا ہے کیونکہ وہ اس سوال سے بچنا چاہتے تھے اور وہ مترجم قبل اس کے کہ یہ سوال پیدا ہو اسے حل کرنا چاہتے ہیں۔ ایسا ترجمہ کرنے کے پیچھے ارادہ خراب نہیں تھا۔ نیت یہ تھی کہ اگر ہم اس آیت کا بالکل ویسا ترجمہ کریں جیساکہ یہ کہہ رہی ہے تو لوگ یہ سوچیں گے کہ انسان اور خدا بالکل ایک جیسی فطرت رکھتے ہیں اور تب ہر انسان خدا سمجھا جائے گا اور غیر مسلم خصوصیت سے اس پر یہ اعتراض کریں گے کہ ٹھیک ہے جیسا انسان عمل کرتا ہے ایسا ہی خدا بھی کرتا ہے لیکن یہ جائز اعتراض نہیں ہے۔ اگر اس آیت کا لفظی ترجمہ بھی کیا جائے تب بھی اس پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا۔

قرآن کریم کا یہ دستور ہے کہ "اِنَّ القُرآنَ یَشُدُّ بَعْضُہٗ بَعْضًا"۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس سے ملتی جلتی کوئی اور آیت تلاش کریں جو اس آیت کے معانی کی تصدیق کرتی ہو اور مشکل کاازالہ کرتی ہو۔ اور وہ آیت یہ ہے "صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً"۔(البقرۃ:۱۳۹)۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ یہ دراصل اسی مضمون کی طرف اشارہ کررہی ہے کہ خداتعالیٰ کاایک کیریکٹر ہے، ایک طرز عمل ہے۔ خداتعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان اس Character اور Attitude کی پیروی اور اتباع کرے۔ یہی تو ہے عبادت کا اصل مقصد اور انسانی پیدائش کی اصل غرض۔ اس معنی میں خداتعالیٰ نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے۔ اگر انسان کو یہ صفت عطا نہ ہوتی کہ وہ خداتعالیٰ کی اتباع کرسکے تو پھر خدا اس سے ایسی اتباع کا مطالبہ کیسے کرسکتا تھا۔ یہ ہے خداتعالیٰ کی فطرت کا مطلب کہ خداتعالیٰ کی وہ صفات جن کی اتباع کی استعداد انسان کو بخشی گئی ہے اور جن کی وجہ سے انسان میں خدا کا عکس نظر آتا ہے۔ اگر آپ کو اس بات کی سمجھ آجائے تو پھر آپ کو معلوم ہوسکے گا کہ آنحضرت ﷺ کس رنگ میں خدا کے نور تھے۔ انسان خدا کا نور نہیں ہوسکتا مگر صرف اس کے عکس کی صورت میں۔ اور تنہا آنحضرت ﷺ ہیں جنہوں نے تجربۃً دنیا کے سامنے یہ عمل کر دکھایا کہ خداتعالیٰ نے انسان میں یہ صفات رکھی ہیں کہ وہ خدا کے رنگ اپنے اندر پیدا کرسکے اور اس دنیا میں اسی طرح عمل کرے جس طرح کہ خداتعالیٰ کو اس دنیا میں عمل کرنا چاہئے تھا۔ اور اگر خداتعالیٰ نے آپؐ کو ایسا الٰہی کیریکٹر نہ دیا ہوتا تو آپؐ ایسا کامل نمونہ کیسے دنیا کے سامنے پیش کرسکتے تھے۔

یہ مضمون آگے چلتا ہے اور اس کی مزید وضاحت اس حدیث نبویؐ سے ہوتی ہے کہ "کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الفِطْرَۃِ"۔ یہی تو فطرت اللہ ہے۔ جو کوئی بھی اس دنیا میں آتا ہے وہ خداتعالیٰ کی فطرت پر آتا ہے۔ بے ضرر، معصوم انسان پیدا ہوتا ہے، خواہ وہ عیسائی، یہودی یا مسلمان گھر میں پیدا ہو۔ سب ایک جیسے ہوتے ہیں۔ "فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ" وہ انہیں اس کی اصل فطرت کے خلاف تبدیل کردیتے ہیں جو خداتعالیٰ کی فطرت ہے۔ یہ خداتعالیٰ کے ساتھ ایک خوبصورت نسبت ہے۔ اور ساتھ ہی ایک وارننگ بھی ہے کہ خداتعالیٰ نے تمہیں ایک خوبصورت ابتداء دی ہے۔ اس نے تمہیں اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے۔ جب تم نے اس دنیا میں آنکھ کھولی تو تمہارے اندر کچھ بھی برائی نہ تھی۔ اس کے بعد اگر تم نے اپنے آپ کو بدیوں میں ملوث کرلیا تو پھر یہ تماری ذمہ داری ہے۔ یہ ہے اس آیت کا اصل مطلب کہ خداتعالیٰ نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے۔ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ انسان کو خداتعالیٰ کے ساتھ تعلق میں ایک ہم رنگی ہے۔ پرندے پروں والے اکٹھے اڑا کرتے ہیں۔ اگر تمہیں خداتعالیٰ کے ساتھ کوئی نسبت نہ ہوتی تو تم اس کی محبت میں کیسے گرفتار ہوسکتے تھے۔ پروانے روشنی کی محبت میں گرفتار نہیں ہوسکتے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے لیکن وہ محبت نہیں ہوتی۔ اسی طرح جانور انسان سے اس طرح محبت نہیں کرسکتے جس طرح کہ انسان محبت میں گرفتار ہوتا ہے۔ ان کے درمیان کوئی ہمرنگی نہیں ہوتی۔ اس لئے اگر انسان اور خداتعالیٰ میں کوئی ہمرنگی یا نسبت نہ ہوتی تو پھر انسان خداتعالیٰ کے قرب کی طلب کیسے کرسکتا تھا۔ اور انسان واقعۃً اس کی محبت میں ایسا گرفتار ہوا جیساکہ وہ کبھی کسی اور کے ساتھ نہ ہوسکا۔ یہ بات کردار و عمل کی ہمرنگی کی متقاضی ہے۔ اس کے بنا تم محبت نہیں کرسکتے۔ اگر آپ خود تو بڑے نرم مزاج ہوں اور کوئی دوسرا سخت اور بدمزاج اور کرخت طبیعت کا مالک ہو اور متکبّر ہو تو آپ کیسے ایسے شخص سے محبت کرسکتے ہیں۔ جتنا زیادہ کوئی آپ کی طبیعت سے ہم رنگ اور ہم آہنگ ہوگا اتنا زیادہ آپ اس کی محبت میں ڈوبتے چلے جائیں گے۔ اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ کفار مکہ بھی اس کا اقرار کئے بنا نہ رہ سکے۔ اور یہ گواہی دینے پر مجبور ہوگئے کہ "عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ" جس حد تک کسی انسان کے بس میں تھا کہ وہ خدا کی صورت ہو جائے وہ آپؐ ہوگئے۔

☆......☆......☆

سوال: قرآن کریم میں ہے "مَا نَنْسَخْ مِنْ آیَۃٍ اَوْنُنْسِھَا نَأتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَا أوْ مِثْلِھَا" (البقرۃ:۱۰۷) اس آیت کی روشنی میں حضور ناسخ ومنسوخ کے مسئلہ پر کچھ ارشاد فرماویں؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: اس آیت پر بے شمار مفسرین نے رائے زنی کی ہے۔ ان کے نزدیک یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کفار مکہ نے اسلام کے خلاف بعض اعتراضات کئے۔ وہ کہتے تھے کہ یہ کیسا خدا ہے جو آج ایک بات کہتا ہے اور کل اسے بدل دیتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ یہی امر اس آیت کے نزول کا باعث ہوا تو پھر معلوم کرنا ہوگا کہ ایسا کب واقع ہوا۔ اور اگر کوئی آیت واقعی منسوخ کردی گئی تھی تو پھر اسے قرآن کریم میں کیوں لکھا گیا۔ یہ بہت اہم بات ہے۔ ایک آیت جو منسوخ کردی گئی اس کا کوئی حق نہیں ہے کہ اسے قرآن کریم میں رکھا جاتا۔ لوگوں سے کہا جانا چاہئے تھا کہ اس آیت کو قرآن کریم سے نکال کر کہیں اور محفوظ کرلو لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا۔

لوگ اس بات کو نظرانداز کر جاتے ہیں کہ یہاں اس آیت میں شریعت کی تبدیلی کے بارہ میں گہرا فلسفہ بیان ہوا ہے۔ اصولوں اور قوانین کی تبدیلی کاذکر ہے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ آیت کفار کے اعتراض کے جواب میں اتری تھی یا نہیں۔ اس کی بحث ہی نہیں۔ یہاں تو ایک بنیادی صداقت کا بیان ہورہا ہے۔ یہ مسئلہ صرف رسول کریم ﷺ کے زمانے سے ہی تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کا تعلق تو کل کائنات سے ہے۔ ہر زمانہ سے ہے۔ ایک شریعت آتی ہے اور اپنے سے پہلی شریعت کو منسوخ کرتی ہے اور پھر ایک اور شریعت آتی ہے اور اس سے قبل کی شریعت کو منسوخ کردیتی ہے۔ خداتعالیٰ ایسا کیوں کرتا ہے؟ یہ ہے مسئلہ جو اس آیت میں بیان ہوا ہے۔ اس مضمون کو سامنے رکھ کر اگر آپ اس آیت پر دوبارہ نظر کریں تو معلوم ہوگا کہ اس آیت میں کتنے خوبصورت اور گہرے مطالب پوشیدہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ آیَۃٍ یہاں لفظ آیت ہے۔ اس سے ہر قسم کی آیات مراد ہیں۔ صرف ایک آیت نہیں۔ یہ اصولی بیان ہے۔ خداتعالیٰ کوئی بھی آیت منسوخ نہیں کرتا یا اسے بھلوا نہیں دیتا۔ یہاں ایک ایسی بات بیان ہوئی ہے کہ مفسرین اگر غور کرتے تو انہیں سمجھ آجانی چاہئے تھی کہ یہاں کفار کے اعتراض کے جواب میں یہ سب کچھ نہیں کہا جارہا بلکہ کسی اور مضمون کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے۔

مذہب کی تاریخ کے حوالے سے ہم جانتے ہیں کہ دو باتیں رونما ہوتی ہیں۔ بعض اوقات تو لوگ آیت کے یا تعلیم کے اصل معنی ومدعا کو بھول جاتے ہیں اور اس کے متضاد عمل شروع کردیتے ہیں۔ وہ آیات جن کی غلط تشریح و تفسیر کی گئی ہو ضرور ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ کی طرف سے کسی اور نبی کے ذریعہ ان کی وضاحت اور سچی تفسیر ہو۔ یہی کچھ تو تورات کے ساتھ ہوا۔ قرآن کریم بار بار ذکر

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

کرتا ہے کہ تم نے اس کتاب کے فلاں فلاں حکم اور تعلیم کو غلط رنگ دیا۔ اس کے اصل مدعا سے پھر گئے اور اس کے معانی کو بدل ڈالا۔

یہ خدا تعالیٰ کا جاری رہنے والا قانون اور غیر متبدل عمل ہے کہ جب بھی خدا تعالیٰ کسی ایسے مذہب کو جسے وہ ابھی زندہ اور باقی رکھنا چاہتا ہے تو اس کے بارہ میں غلط فہمیوں کو دور کرنے اور سچائی سے پردہ ہٹانے کے لئے گمشدہ تعلیم اور صداقت کو دوبارہ واپس لانے کے لئے غیر تشریعی تابع نبی بھیجتا ہے۔ یہ تو معنی اس حصہ آیت کے ہیں کہ جب کوئی تعلیم بھلوادی جاتی ہے تو پھر اسے واپس لایا جاتا اور دوبارہ جاری کیا جاتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب کوئی شریعت جس مقصد کی خاطر اتاری گئی تھی اپنی غرض پوری کر کے اپنے زمانۂ اختتام کو پہنچ جاتی ہے اور جس زمانہ کے لئے اتاری گئی تھی اس زمانہ کی بھلائی کے سامان کر کے اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ جب ایسا ہو جاتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ اس ساری شریعت کو منسوخ کر دیتا ہے۔ جب تک کسی شریعت کا زمانہ ختم نہیں ہو جاتا خدا تعالیٰ اس کی تنسیخ نہیں کرتا۔ وہ غیر تشریعی نبیوں کی مدد سے اس شریعت کو دوبارہ زندہ، تازہ اور جاری کرتا رہتا ہے۔ اور ان نبیوں کے ذریعہ سے لوگوں کو متنبہ کرتا رہتا ہے کہ تم شریعت کے فلاں فلاں حکم کی غلط تفسیر کر رہے ہو اور اس کے اصل معانی کو بھول چکے ہو، اصل صداقت یہ ہے۔ اس لئے اس سچائی کی طرف دوبارہ رجوع کرو۔ اور قرآن کریم تو ایسے ذکر اور حوالوں سے بھرا پڑا ہے جہاں وہ اسرائیلیوں اور ان میں بھجوائے جانے والے نبیوں کا بیان کرتا ہے۔ انہوں نے بارہا شریعت کی اصل تعلیم اور احکام کو بدل کر متضاد اعمال شروع کر دئے تو خدا تعالیٰ نے غیر تشریعی نبی بھیجے تاکہ وہ شریعت کی حقیقت اور تعلیم کی اصلیت کو دوبارہ لوگوں پر روشن کریں۔

آیئے اب ہم دوبارہ اس آیت کو پڑھتے ہیں۔ "مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْنُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا"۔ مِثْلِهَا کا تعلق نُنْسِهَا کے ساتھ ہے جبکہ خَيْرٍ مِّنْهَا کا تعلق نَنْسَخ سے ہے۔ گویا اسے یوں پڑھا جائے گا کہ جب ہم کوئی بھی شریعت یا پیغام منسوخ کرتے ہیں تو اس لئے کہ تا ہم اس سے بہتر لے کر آئیں۔ اور جب ہم لوگوں کو شریعت بھلوا دیتے ہیں تو پھر ہم ویسی ہی دوبارہ لے آتے ہیں۔ یہ ایک ایسا بنیادی اصول ہے جو ہمیشہ ہر مذہب میں جاری و ساری رہا ہے۔

یہ بہت ہی خوبصورت اور حکمتوں سے پُر آیت ہے۔

اب میں حضرت عیسیٰؑ کے حوالے سے اس آیت کے مضمون کی مزید وضاحت کرتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ جب مبعوث ہوئے تو کوئی نئی شریعت نہیں لائے تھے۔ خدا تعالیٰ کے نبی کی حیثیت سے مبعوث ہوئے تاکہ بعثت کے اول مقصد اور غرض کو پورا کریں۔ وہ مقصد یہ تھا کہ لوگوں نے تورات کی جس تعلیم کو بھلا دیا تھا اسے دوبارہ زندہ و تازہ کریں۔ آپ اس لئے نہیں آئے تھے کہ تورات کو منسوخ کریں بلکہ اس لئے آئے تھے کہ اس کی احیاءِ نو کریں۔ اُس وقت کے یہودی علماء اور سرکردہ لیڈرز کی طرف سے آپ پر اعتراض اٹھایا گیا اور آپ سے معین طور پر یہ سوال کیا کہ کیا تم اس لئے آئے ہو کہ تورات کی تعلیم کو بدلو یا منسوخ کرو؟ تو حضرت عیسیٰ نے جواب دیا۔ نہیں۔ میں توارت کے ایک شعشہ یا نقطہ کی تبدیلی کا بھی مجاز نہیں۔ میں تو صرف پیغام کی تکمیل کے لئے آیا ہوں۔ پیغام وہی ہے۔ حضرت عیسیٰ کے اس بیان کی روشنی میں اس آیت کا مدعا اور منطوق بہت صاف اور روشن ہو جاتا ہے اور اس کے مضمون کے متعلق شک کا شائبہ بھی باقی نہیں رہتا۔

نہیں اِک کئی امتحاں اَور بھی ہیں
کہ اعدائے ملّت نہاں اَور بھی ہیں
مگر نیم شب کی ہلا دینے والی
دعاؤں کے تیر و سناں اَور بھی ہیں
ترا گھر نہیں ہوگا آتش بداماں
کہ آنکھوں سے آنسو رواں اَور بھی ہیں
تو جنسِ گراں ہے نہ گھبرا کہ تیری
حفاظت کے ساماں وہاں اَور بھی ہیں
قصور اپنی ہی آنکھ کا ہے وگرنہ
صداقت پہ تیری نشاں اَور بھی ہیں
ہے خارِ نظر ایک ربوہ ابھی تو
بنانے تجھے آشیاں اَور بھی ہیں
ابھی اَور تعمیر کر گھر خدا کے
کہ عالم میں سجدہ کناں اَور بھی ہیں
ترا کام تھکنا نہیں ہے کہ تجھ پر
امانت کے بارگراں اَور بھی ہیں
مسیحؑ محمدؐ کے نجم درخشاں
تری سیر کو آسماں اَور بھی ہیں
ہے تاریک شب، پر نہیں تُو اکیلا
ترے ساتھ انجم رواں اَور بھی ہیں

(محمد اسماعیل)

بقیہ مختصرات از صفحہ اول

جمعرات، ۱۳؍ مئی ۱۹۹۹ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۳۲، جو ۱۵؍ اگست ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۱۴؍ مئی ۱۹۹۹ء:

آج فرنچ بولنے والے احباب کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کی ملاقات کا پروگرام نشر کیا گیا۔ یہ ملاقات ۱۰؍ مئی ۱۹۹۹ء کو ریکارڈ کی گئی تھی۔ خاص خاص سوالات یہ تھے:

☆...... سینٹ پال ایک ٹیکس کلکٹر تھا، پھر وہ Apostle بن گیا۔ اس نے ایک خواب دیکھا تھا، اس خواب کی کیا اہمیت ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا اس نے حضرت عیسیٰ کو خواب ہی میں دیکھا تھا۔ کیا وہ سب لوگ جو حضرت عیسیٰ کو خواب میں دیکھیں Apostle بن سکتے ہیں؟ وہ مرگی کا مریض تھا اور یہی اس کی خواب تھی۔ حقیقت میں وہ ایک Cunning آدمی تھا اور حضرت عیسیٰ کا بالکل برعکس تھا۔

☆...... عورت مرد سے کمزور کیوں پیدا کی گئی ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا حقوق میں کوئی فرق نہیں صرف جسمانی طور پر کمزور ہے۔

☆...... بعض دفعہ دعا نہیں سنی جاتی اس سلسلے میں کیا کریں؟ حضور نے فرمایا اس کے دو aspects ہیں۔ اگر قوی طاقت کے سامنے مجبوراً جھکنا اور مطیع ہونا پڑے تو اس کے سوا چارہ نہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ خدا کی خوشی کی خاطر اطاعت کرو اور جب دعا کرو تو اس خیال سے کرو کہ اس کی مرضی ہے قبول کرے یا نہ کرے۔ اس لئے تمہاری دعائیں تمہاری اطاعت کے مطابق قبول کی جاتی ہیں۔ اگر بچہ آگ میں ہاتھ ڈالنے کے لئے رو رہا ہو تو ماں کبھی اسے ایسا کرنے نہیں دیتی اور جب بچہ رونا بند کر دیتا ہے تو اسے خوش کرنے کے لئے کچھ اور دے دیتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ اس دعا کے بدلے کچھ اور عطا کر دیتا ہے۔

☆...... ایک فلم میں رسول اللہ ﷺ کو ایک ایکٹر نے represent کیا ہے۔ کیا یہ ٹھیک ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا یہ بالکل غلط ہے۔ کوئی انسان آپ کو represent نہیں کر سکتا۔

☆...... بلغراد میں چینی سفارت خانہ پر بمباری کے متعلق حضور کی کیا رائے ہے؟ حضور انور نے فرمایا چینی لوگوں کے لئے اسے غلطی قبول کرنا ممکن نہیں اس لئے ان کا ردعمل بالکل درست ہے کیونکہ ہر سفارتخانہ محفوظ علاقہ سمجھا جاتا ہے اور اس کے خاص نشان ہوتے ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ ناقابل معافی جرم ہے اور اس لحاظ سے خودکشی کے مترادف ہے۔ اور اگر غلطی ہے تو ایسی خوفناک غلطی ہے جو ممکن ہے کہ خدا کی طرف سے ایٹمی جنگ کا پیش خیمہ بن جائے۔

☆...... سوسائٹی میں غرباء کی عزت نہیں کی جاتی چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ایک مجلس میں لوگ آتے گئے اور آگے بیٹھتے گئے یہاں تک کہ میاں نظام الدین صاحبؓ گھٹتے گھٹتے جوتیوں تک جا پہنچے۔ حضور انور نے فرمایا جہاں تک لباس کا تعلق ہے قیمتی ہونے کی شرط نہیں بلکہ صاف ہونے کی تاکید ہے۔ بعض لوگ میاں نظام الدین صاحبؓ سے اچھا سلوک نہیں کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو تو نہ ڈانٹا لیکن اپنے ساتھ انہیں کھانا کھلانے کا شرف بخش کر لوگوں کو سبق سکھایا۔

☆...... کیا واقفین نو کے والدین کو انہیں کچھ سرمایہ دینا چاہئے؟ حضور نے فرمایا سب واقفین کے لئے یہی مشورہ ہے۔ سب کو کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے تاکہ وہ غربت نہ چکھ سکیں اور اپنے فرائض دلجمعی کے ساتھ ادا کر سکیں۔ یہ بہترین پالیسی ہے۔

(مرتبہ: امتہ المجید چوہدری)

تلاوت قرآن کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

"تلاوت قرآن کریم بڑی ضروری ہے۔ ہمارے جو بڑے بڑے اولیاء گزرے ہیں انہیں تو قرآن کریم سے اس قدر محبت تھی کہ وہ قرآن کریم کے پڑھنے اور اس کے معنی کے سوچنے پر بڑا وقت خرچ کیا کرتے تھے...... بہر حال تلاوت قرآن بہت بڑی نیکی ہے کیونکہ تمام نیکیاں قرآن کریم کے منبع ہی سے پھوٹتی ہیں"۔ (روزنامہ الفضل یکم نومبر ۱۹۶۸ء)

ہم کہ ٹھہرے اجنبی

(انور ندیم علوی۔ ایڈووکیٹ)

دل سے نکلنے والی بات سیدھی دل پر اثر کرتی ہے۔ عام آدمی کی بجائے اگر یہ بات کسی درد مند شاعر کے دل سے نکلے تو وہ اور بھی پر اثر ہو جاتی ہے۔ شاعر کی عزیز ترین ہستی علیل تھی، دل کے جذبات پگھل کر شعروں میں ڈھل گئے، مفہوم کچھ اس طرح تھا۔

ساری دنیا کے مریضوں کو شفا دے یارب
آج معلوم ہوا ہے کہ علالت کیا ہے

شعر کیا تھا ایک تیر تھا جو شاعر کے قلم سے نکلا اور لاکھوں دلوں کو بسمل کی طرح تڑپاتا ہوا نکل گیا۔ کافی عرصہ پہلے ہم نے فیض کی یہ غزل سنی تھی۔

ہم کہ ٹھہرے اجنبی اتنی ملاقاتوں کے بعد
پھر بنیں گے آشنا کتنی مداراتوں کے بعد

اُس وقت ہم اِس غزل کے پس منظر سے واقف نہ تھے لیکن بعد میں جب یہ معلوم ہوا کہ یہ غزل سقوط ڈھاکہ کے بعد بنگلہ دیش سے واپسی پر لکھی گئی تھی اس غزل کو سن کر ہمیشہ ہم پر ایک جذباتی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ کتنے ہی اندوہناک منظر آنکھوں میں بغیر بادبان کی کشتی کی طرح تیرنے لگتے ہیں۔ دل میں ان لوگوں کا ان ہستیوں کا خیال آتا ہے جو اپنے ہم وطنوں کے ہاتھوں اپنے ہی ملک میں اجنبی بنادئے گئے۔ بعض پر اپنے ہی ملک کی سرحدیں باوجود وسعت کے اتنی تنگ کر دی گئیں کہ وہ وطن کی مٹی کی خوشبو کو عرصہ دراز تک ترستے رہے۔ جس طرح شاعر نے ایک ہستی کی صحت یابی کے لئے ساری دنیا کے مریضوں کی شفایابی کے لئے دعا کی تھی اسی طرح فیض کی مذکورہ غزل سن کر ہمارے دل سے بھی صدا نکلی کہ ہم ان ہستیوں کے لئے چند لفظ تحریر کریں جو اپنے ہم وطنوں کے ہاتھوں اپنے ہی وطن میں اجنبی ٹھہرائے گئے یا ٹھہرائے جارہے ہیں۔ آزادی ضمیر اور حریتِ فکر کے حوالے سے چند ایک نام ہی آج کے مضمون میں شامل ہیں۔

قائداعظم

قائد اعظم جیسا صاحبِ بصیرت لیڈر صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے۔ سیاست میں ناقابل یقین حد تک اس صاحب کردار شخصیت کو بھی اسکے اپنے ہم وطنوں اور اپنی ہی ملت کے بھائیوں نے "کافر اعظم" اور مرتد ٹھہرایا۔ قائداعظم کے خواب "پاکستان" کو "پاکی۔ استان" اور "پلید ستان" قرار دیا۔ جسمانی حملے کے علاوہ ان پر انکی بیوی کے حوالے سے بھی غلیظ حملے کئے گئے۔ کبھی انہیں شیعہ، سنی مسلک میں الجھانے کی کوشش کی گئی۔ ایک وقت وہ بھی آیا جب قائداعظم اپنی ہی ملت کے لوگوں اور ہم وطنوں سے بددل ہو کر ایک "اجنبی" کی حیثیت سے لندن میں رہنے لگے۔ بھلا ہو مولانا عبدالرحیم درد کا جنہوں نے لندن میں آپ سے ملاقات کر کے آپکو واپس ہندوستان جاکر مسلمانوں کی قیادت کرنے کی ترغیب دلائی۔

صدر ایوب خان

طریق کار سے اختلاف اور بشری کمزوریوں کے باوجود کوئی بھی ذی عقل اور محبِّ وطن پاکستانی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ صدر ایوب خان نے پاکستان کی زرعی اور صنعتی ترقی کے لئے بے لوث خدمات سرانجام دیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی بنیاد صدر ایوب خان کے زمانے میں رکھی گئی۔ صدر ایوب خان کے دور میں تمام اخبارات کی جہازی سائز کی سرخیاں آج بھی ہماری نظر کے سامنے ہیں:

"پاکستا ن ایٹمی دور میں دا خل ہو گیا مقامی سائنسدان آئیسوٹوپس (Isotopes) کو توڑنے میں کامیاب ہو گئے۔

۱۹۶۵ء کی جنگ صدر ایوب کا ایک ایسا کارنامہ ہے جس پر پاکستان کی کئی نسلیں فخر کرتی رہیں گی۔ جب صدر ایوب کے خلاف ہنگامے شروع ہوئے تو انہوں نے سیاست دانوں کے قریباً تمام مطالبات تسلیم کرتے ہوئے (سوائے دو مطالبات کے) خود الیکشن نہ لڑنے کا اعلان کیا اور انتخابات کے لئے بالغ رائے دہی کا اصول بھی تسلیم کر لیا گیا مگر "ایوب کتا مردہ باد۔ ایوب کتا مردہ باد" کے نعرے کم نہ ہوئے۔ اور پھر جب انہی سیاستانوں کی شعبدہ بازیوں اور ریشہ دوانیوں سے پاکستان ایک نازک صورتِ حال سے دوچار ہو گیا تو ایک غیر ملکی صحافی نے سوال کیا کہ "موجودہ صورتِ حال میں آپ پاکستان کے لئے کیا کردار ادا کریں گے؟"۔ ایوب خان نے بڑے دکھ اور حسرت سے کہا تھا "ان سے کہدو کہ ایوب کتا اب بوڑھا ہو گیا ہے" اس جواب میں چھپے کرب اور درد کا کون اندازہ کر سکتا ہے

چوہدری ظفراللہ خان

صدر ایوب خان کے اس درد انگیز جواب سے ہمیں حضرت چوہدری ظفراللہ خان بہت یاد آئے۔ ان کے ساتھ بھی انکے اپنے ہم وطنوں نے کچھ ایسا ہی سلوک کیا۔ ایک موقعہ پر کتوں کے گلے میں ظفراللہ خان کے نام کی تختیاں پہنائی گئیں۔ جواب میں اس مرد درویش نے صرف اتنا کہا تھا کہ "مجھے اپنی پروا نہیں لیکن لوگو! یہ بھی تو سوچو کہ اس نام میں "اللہ" لفظ بھی آتا ہے"۔ کیا باؤنڈری کمیشن، مسئلہ فلسطین میں مسلمانوں کی حمایت اور اقوام متحدہ میں مسئلہ کشمیر کو اجاگر کرنے میں چوہدری صاحب کی خدمات کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے؟

ڈاکٹر عبدالسلام

سائنس اور ٹیکنالوجی میں امریکہ و یورپ کی برتری اور اجارہ داری کے غرور کو توڑنے کا سہرا پاکستان کے پسماندہ ترین علاقہ جھنگ سے جنم لینے والے سپوت ڈاکٹر عبدالسلام کے سر ہے۔ انہوں نے فزکس میں دنیا کا سب سے بڑا اعزاز "نوبل پرائز" پاکستان کے لئے حاصل کیا اور خالص پاکستانی بن کر وصول کیا۔ مگر اپنے ہم وطنوں نے ان کے ساتھ جو سلوک کیا اس کے لئے محبّ وطن عناصر ہمیشہ اس رویہ کے خلاف احتجاج کرتے رہیں گے۔ انہیں نہ صرف یہودیوں کا ایجنٹ کہا گیا بلکہ دھمکیاں بھی دی گئیں کہ پاکستان میں آنے کی صورت میں انہیں قتل کر دیا جائے گا۔

جناب ثاقب زیروی

۱۹۶۵ء کی جنگ میں مختلف ممتاز شعرا کو ریڈیو پر اپنا کلام سنانے کے لئے بلایا جاتا تھا۔ ایک دن ایک دوست نے بتایا کہ آج ریڈیو پر لاہور کے ممتاز شاعر جناب ثاقب زیروی اپنا کلام سنائیں گے۔ وقت مقررہ پر ہم دوست اکٹھے ہو کر ریڈیو کے قریب بیٹھ گئے۔ جناب ثاقب زیروی کی مترنم اور پراثر آواز فضاؤں میں گونجی۔ نظم کا مفہوم کچھ اس طرح تھا "دشمن کو جلا کر جو بھسم کر دے وہ چنگاریاں ہم ہیں۔" بڑی کوشش کے باوجود یہ نظم تحریری صورت میں ہمیں نہیں ملی۔ ثاقب صاحب کو اللہ تعالیٰ نے حسن کلام اور حسن صوت سے خوب خوب نوازا ہے۔ یہ بھی ایک المیہ ہے کہ محترم ثاقب زیروی جیسے محبّ وطن شاعر کو نشریاتی اداروں کے لئے "اجنبی" بنادیا گیا ہے۔

☆......☆......☆

کچھ لوگ اپنی مرضی سے وطن چھوڑ جاتے ہیں اور بعض کو وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ دردِ ہجرت کا صحیح اندازہ ان مسافروں کو ہوتا ہے جنہیں مجبوراً وطن چھوڑنا پڑے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے

جس نے مجبوراً وطن چھوڑا کبھی اس سے سنو
ہر مسافر دردِ ہجرت آشنا ہوتا نہیں
اس کی خاطر فرشِ راہ ہیں کتنی پلکوں کے گلاب
کتنے ماہ و سال سے جو شخص گھر آیا نہیں

شاہ عبداللطیف بھٹائی نے شاید انہی ہستیوں کے بارے میں، جنہیں مجبوراً وطن چھوڑنا پڑا، کہا تھا۔

"اے کاش! وہ آجائیں۔ جن کے آنے سے من اور روح معطّر ہو جاتے ہیں"

آیئے! سب مل کر رُت بدلنے کی دعا کریں۔

مختصر عالمی خبریں

مرسلہ: ابوالمسرور چوھدری)

افغانستان میں ۲ سال میں ۴۵ ھزار افراد مارے گئے

افغانستان میں متحارب دھڑوں کے نفاق کے نتیجے میں ۲ سال میں تقریباً ۴۵ ہزار افغان مارے گئے۔ افغانستان میں روسی مداخلت کے بعد ضیاء الحق نے افغان سرحد پر دینی مدارس کا سلسلہ قائم کیا جو ملک بھر میں پھیل گیا۔ ضیاء الحق نے یہ ہدایت بھی دی تھی کہ ان مدارس کو زکوٰۃ فنڈ میں سے مستقل فنڈ دیا جائے۔ دینی مدارس میں نیم تعلیم یافتہ مولویوں کی تعلیم نے طالبان کو مذہبی انتہا پسندوں میں تبدیل کر دیا۔ یہ انکشاف معروف ناشر آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کراچی کی حال ہی میں شائع ہونے والی کتاب The Taliban Phenomenon سے لئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے مصنف لیفٹیننٹ جنرل کمال متین الدین ہیں۔

حکومت پنجاب کے محکمہ داخلہ کے مئی ۱۹۹۷ء میں ایک سروے کے مطابق زیادہ تر مدارس غیر ملکی مشیروں کے دہشت گردوں کی پناہ گاہ کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔

کمال متین الدین لکھتے ہیں کہ خفیہ ایجنسیاں اس حقیقت سے واقف ہیں کہ متعدد مدارس کو عراق، لیبیا، ایران اور سعودی عرب سے فنڈز ملتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ۱۹۹۲ء میں حکمت یار اور ربانی کے مابین طاقت و اقتدار کے حصول کے لئے جاری کشمکش کے نتیجہ میں ۵۰ ہزار افغان قتل ہو چکے ہیں۔

ھر گھر میں روزانہ تلاوت قرآن کریم ھو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"میں چاہتا ہوں کہ اس صدی سے پہلے پہلے ہر گھر نمازیوں سے بھر جائے اور ہر گھر میں روزانہ تلاوت قرآن کریم ہو۔ کوئی بچہ نہ ہو جسے تلاوت کی عادت نہ ہو۔ اس کو کہیں تم ناشتہ چھوڑ دیا کرو مگر سکول سے پہلے تلاوت ضرور کرنی ہے۔ اور تلاوت کے وقت کچھ ترجمہ ضرور پڑھو۔ خالی تلاوت نہ کرو"۔

تمام ناظرین کے لئے خوشخبری

Digital نشریات سے دنیا بھر میں لطف اندوز ہوں۔ PTV,MTA اور اردو کے دیگر نیز باقی تمام زبانوں کے پروگرامز بھی بغیر کارڈز کے ملاحظہ فرمائیں۔ ان پروگرامز کو دیکھنے کے لئے تمام مطلوبہ اشیاء مثلاً
Cables,Stand,Motor,Dish,Universal LNB ,Digital Receiver وغیرہ
ارزاں قیمت پر دستیاب ہیں۔ انتہائی کم قیمت پر فٹنگ سروس بھی دستیاب ہے۔ آج ہی معلومات کے لئے رابطہ کریں

(Germany): Tel & Fax: 06162-85428 Mobile: 0177-381477
(England):Tel & Fax: 01932-706962 Mobile: 07930-300162

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت سید نصیلت علی شاہ صاحبؓ

حضرت سید نصیلت علی شاہ صاحبؓ ۱۸۵۶ء میں ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں تالو مہی میں ضلع گجرات کے ایک باعظمت سادات خاندان میں پیدا ہوئے۔ اس خاندان کو مغلیہ دربار میں خاص دخل رہا ہے۔ آپکے والد سید ہدایت شاہ صاحب اپنی پارسائی کی وجہ سے علاقہ بھر میں مشہور تھے۔ آپکے تین بھائی سارجنٹ درجہ اول تھے اور سب کو حضرت اقدس علیہ السلام کا صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ ایک بھائی حضرت سید امیر علی شاہ صاحبؓ کا نام ۳۱۳؍ اصحاب میں ۷۹ نمبر پر اور دوسرے بھائی حضرت سید احمد علی شاہ صاحبؓ کا نام ۲۲۸ نمبر پر درج ہے۔

حضرت سید نصیلت علی شاہ صاحبؓ کی شادی ۱۸۷۷ء میں حضرت حکیم میر حسام الدین صاحب رئیس سیالکوٹ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ نیز آپکے بھائی حضرت سید احمد علی شاہ صاحبؓ کو بھی حضرت میر صاحبؓ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا اور یہی تعلق آپؓ کے خاندان کے سیالکوٹ میں مستقل سکونت اختیار کرنے کا باعث بنا۔

حضرت سید نصیلت علی شاہ صاحبؓ ۱۸۷۸ء میں محکمہ پولیس میں ملازم ہوئے اور اپنی خداداد لیاقت سے بیس سالہ ملازمت کے دوران انسپکٹر کے عہدہ تک پہنچے۔ ۹؍جولائی ۱۸۹۱ء کو آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ رجسٹر بیعت اولیٰ میں آپؓ کا نام ۱۸۳ نمبر پر درج ہے جبکہ حضورؑ نے ۳۱۳؍ اصحاب میں آپؓ کا نام ۲۲۶ نمبر پر درج فرمایا۔

آپؓ اپنی بیعت کا حال یوں بیان کرتے ہیں کہ جب آپؓ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں امرتسر کی ایک حویلی میں حاضر ہوئے تو اگلے روز صبح حضورؑ باہر تشریف لائے۔ جب حضورؑ نے وعظ شروع فرمایا تو آپؓ کو نیند کے جھونکے آنے لگے۔ جاگنے کی بہت کوشش کی لیکن نیند بار بار مغلوب کرتی تھی۔ آخر جاکر پانی کے چھینٹے منہ پر مارے اور دوبارہ حضورؑ کے قریب آکر بیٹھ گئے۔ بیٹھتے ہی نیند نے پھر مغلوب کیا اور آپؓ نے نظارہ دیکھا کہ گویا ایک باغ ہے جس میں ایک مکان ہے ...... دیواروں میں طاق بنے ہوئے ہیں، کتابیں بھی ہیں۔ آپؓ کو اپنے والد محترم ملے جنہوں نے کہا کہ یہ کتابیں طاقوں میں رکھ دو۔ آپؓ نے ایسا ہی کیا اور اس کے ساتھ ہی آنکھ کھل گئی۔ معاً یہ تفہیم ہوئی کہ پہلا علم بالائے طاق رکھو۔ چنانچہ اسی وقت بیعت کی توفیق پائی۔ بیعت کے بعد آپؓ کی روحانی قوتیں مزید صیقل ہوئیں اور ترقی کرنے لگیں۔ کشوف اور الہام ہونے لگے اور رؤیا صادقہ کی نعمت نصیب ہوئی۔ دسمبر ۱۸۹۲ء میں منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ میں بھی آپؓ شامل ہوئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مہمانوں کی فہرست میں آپؓ کا نام ۲۱ نمبر پر درج فرمایا۔ حضرت اقدسؑ سے آپؓ کی خط و کتابت بھی رہی۔ اپنے ایک خط میں حضورؑ نے آپؓ کو اپنے اہل خانہ سے نرمی برتنے کی نہایت پُر اثر نصیحت فرمائی۔

حضرت سید نصیلت علی شاہ صاحب ۶؍ ستمبر ۱۸۹۸ء کو ایک مختصر بیماری کے بعد وفات پاگئے اور تدفین آپکے آبائی گاؤں میں ہوئی۔ جب حضورؑ کو آپؓ کی ناگہانی وفات کی اطلاع ہوئی تو حضورؑ کو بہت دکھ ہوا اور حضورؑ نے اپنے ایک مکتوب میں آپؓ کے سسر کو لکھا:- "...... خبر سن کر وہ صدمہ دل پر ہے جو تحریر و تقریر سے باہر ہے۔ طبیعت اس غم سے بیقرار ہوئی جاتی ہے ...... شاہ صاحب کو جس قدر خدا تعالیٰ نے اخلاص بخشا تھا اور جس قدر انہوں نے ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کی تھی اور جیسے انہوں نے اپنی سعادت مندی اور نیک چلنی اور صدق اور محبت کا عمدہ نمونہ دکھایا تھا یہ باتیں عمر بھر کبھی بھولنے کی نہیں ......"۔ مزید تحریر فرمایا:- "بعض خدا کے بندے جب دنیا سے انقطاع کر کے خدا تعالیٰ سے ملیں گے تو ان کے نامہ اعمال میں مصیبتوں کے وقت میں صبر کرنا بھی ایک بڑا عمل پایا جائے گا تو اسی عمل کے لئے بخشے جائیں گے"۔

حضور علیہ السلام نے ۹؍ ستمبر کو نماز جمعہ سے قبل حضرت شاہ صاحبؓ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور پھر بہت دیر تک چپ چاپ کھڑے دعائیں مانگتے رہے۔ حضرت شاہ صاحبؓ کی وفات کے قریباً چار سال بعد ایک بار پھر حضرت اقدسؑ نے آپؓ کا اور بعض دیگر مرحوم صحابہؓ کے اخلاص اور وفا کا تذکرہ بڑی شفقت سے اپنی مجلس میں فرمایا۔

حضرت سید حامد علی شاہ صاحبؓ کا بیان ہے کہ حضرت نصیلت علی شاہ صاحبؓ خلیق، متواضع، شب بیدار، تہجد خوان، غیرت مند اور باحیا انسان تھے۔ غضِ بصر اُن کی خاص صفت تھی۔ اپنے ہم عصروں کے لئے ایک اعلیٰ درجہ کا نمونہ بن گئے۔ قرآن کے ساتھ ایسی محبت تھی کہ ایک احمدی حافظ کو ملازم رکھا ہوا تھا اور اُن کے ساتھ درس قرآن کا سلسلہ خاص انداز سے جاری تھا۔ حوصلہ ایسا فراخ تھا کہ کبھی کسی محتاج سے دریغ نہیں کیا۔ آپؓ کی فقیرانہ زندگی کا ثبوت یہ تھا کہ وفات کے بعد گھر سے دس روپے برآمد ہوئے اور ۳۶ روپے قرض لے کر کاربراری ہوئی۔

حضرت شاہ صاحبؓ نے ایک بار حضور اقدسؑ کی خدمت میں اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا "...... (خاکسار) اقرار کرتا ہے اور حضور کو شاہد کرتا ہے کہ حضور کا من جانب اللہ ہونا اپنے ایمان سے مانتا ہے اور موعود ہونا جانتا ہے ...... اس اقرار کے آپ شاہد رہیں کہ اس عاجز کو اللہ پاک آپ کے ایمان لانے والوں میں لکھے اور ...... دعا فرماویں کہ قرآن شریف کا زیادہ شوق ہو اور توفیق تفہیم حاصل ہو۔ اس وقت وہ جوش ہے جس کو یہ عاجز روک نہیں سکتا"۔

......☆......☆......☆......

حضرت مصعبؓ بن عمیر

حضرت مصعبؓ قریش کے قبیلہ بنو عبدالدار کے ایک انتہائی شریف و نجیب گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم مکہ کے انتہائی متموّل اور عزت و شرافت میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ والدہ خناس بن مالک بھی بڑی مالدار اور بارعب تھیں اور اپنے بیٹے سے انتہائی شفقت سے پیش آتیں گویا اُن کا دین و دنیا یہی بیٹا ہو۔ چنانچہ جب مصعبؓ نے اسلام قبول کیا تو وہ دَور مسلمانوں کے لئے بڑا ہی مصائب کا دور تھا اسلئے آپؓ نے ابتداء میں اپنی والدہ کے دل کو ٹھیس سے بچانے کے لئے اپنے اسلام کو چھپائے رکھا۔ لیکن ایک روز آپؓ کے چچازاد نے آپؓ کو دارِ ارقم میں خدائے واحد کے حضور سجدہ ریز دیکھ کر آپؓ کی والدہ سے سارا ماجرا بیان کیا تو آپؓ کی والدہ کی ساری محبت اُسی وقت نفرت میں بدل گئی اور جب آپؓ گھر پہنچے تو دنیا بدل چکی تھی۔ لعن طعن اور مار پیٹ ہونے لگی۔ پھر آپؓ کو رسیوں سے جکڑ کر قید تنہائی میں ڈال دیا گیا۔ اب روزانہ ایک ہی بات کی تکرار کی جاتی کہ محمدؐ کے دین کو چھوڑ دو۔ اس کے لئے کبھی مارا پیٹا جاتا اور کبھی لالچ دی جاتی۔ جب مظالم کی انتہاء ہوگئی اور مسلمانوں کو آنحضور ﷺ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت عطا فرمائی تو حضرت مصعبؓ بھی ابتدائی مہاجرین میں شامل ہوگئے۔ تین سال بعد جب یہ افواہ حبشہ پہنچی کہ اہل مکہ نے اسلام قبول کرلیا ہے تو آپؓ واپس آئے لیکن یہاں تو اب بھی وہی عالم تھا بلکہ پہلے سے بڑھ کر ظلم کیا جارہا تھا۔ چنانچہ دوبارہ حبشہ تشریف لے گئے اور پھر ہجرت مدینہ سے تین برس قبل واپس تشریف لائے۔ آپؓ ایک بہت خوبصورت جوان رعنا تھے لیکن غریب الوطنی نے آپؓ کا جو حال کیا اُسے دیکھ کر آنحضور ﷺ آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا "چند سال پہلے میں نے اس نوجوان کو دیکھا تھا کہ سارے مکہ میں اس سے بڑھ کر ناز و نعمت کا پروردہ، خوش رُو، خوش پوشاک اور آسودہ حال کوئی نہ تھا مگر آج اللہ اور اُس کے رسولؐ کی محبت پر اس نے اپنے تمام عیش آرام کو قربان کردیا اور حسنات اخرویہ سے محبت نے اس کو دنیوی لذّت اور اسباب راحت سے بے نیاز کردیا ہے"۔

حضرت مصعبؓ ایک فقیہہ، عالم دین اور حافظ قرآن تھے اور آنحضور ﷺ کی شفقتوں اور محبتوں کے مورد تھے۔ جب مدینہ کے اسلام قبول کرنے والوں نے آنحضورؐ سے ایک معلم بھجوانے کی درخواست کی تو آنحضورؐ نے آپؓ کو منتخب فرمایا اور آپؓ اسلام کے پہلے مبلغ بن کر مدینہ تشریف لے گئے۔ آپؓ کی سادگی، پاکبازی، انکساری اور شیریں بیانی نے لوگوں کے دلوں کی کایا پلٹنا شروع کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں مدینہ میں اسلام کو بڑی وسعت حاصل ہوگئی۔ اس پر ایک قبیلے کے سردار سعد بن معاذ نے اپنے چچازاد بھائی اسید کو آپؓ کو مار بھگانے پر آمادہ کیا۔ جب اسید اپنی برچھی لے کر آپؓ کو دھمکانے کیلئے آئے تو آپؓ نے نہایت شیریں زبان میں فرمایا کہ تشریف رکھئے، ذرا ہماری بات سُن لیجئے، اگر پسند نہ آئے تو پھر جیسا آپ کہیں گے ویسا ہی ہوگا۔ پھر آپؓ نے چند آیاتِ قرآنی کی تلاوت کی تو اسیدؓ فوراً ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے۔ جب وہ واپس سعد کے پاس پہنچے تو کہا کہ مجھے تو اُن میں کوئی بھی خرابی نظر نہیں آئی۔ سعد نے یہ سنا تو غصے میں اپنا نیزہ پکڑے خود مصعبؓ کے پاس پہنچے اور فوراً مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔ آپؓ نے اِن سے بھی وہی مکالمہ دہرایا اور سعدؓ نے بھی اسی وقت اسلام قبول کرلیا اور اس کے ساتھ ہی اُن کا سارا قبیلہ بھی مسلمان ہوگیا۔

حضرت مصعبؓ جنگ بدر میں اپنی شجاعت کا لوہا منوا چکے تھے اور اسلامی عَلَم بھی آنحضور ﷺ نے آپؓ کے سپرد فرمایا تھا۔ غزوہ احد میں بھی یہ شرف آپؓ کو ہی حاصل رہا۔ جب ایک موقعہ پر جنگ کا پانسہ پلٹا تو آپؓ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ کے عَلَم کو سرنگوں نہ ہونے دوں گا۔ یہ کہہ کر ایک ہاتھ میں شمشیر لی اور دوسرے میں عَلَم پکڑا اور کفار پر ٹوٹ پڑے۔ ایک بدبخت ابن قمیہ نے تلوار سے جب آپؓ کا داہنا ہاتھ کاٹا تو آپؓ نے عَلَم بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا۔ جب اُس نے بایاں بھی کاٹ دیا تو آپؓ نے کٹے ہوئے ہاتھوں سے حلقہ بناکر عَلَم سینہ سے چمٹا لیا۔ اِس پر اُس نے اپنا نیزہ آپؓ کے سینہ میں اتار دیا اور آپؓ شہید ہوگئے۔ جب آنحضور ﷺ نے حضرت مصعبؓ کی نعش دیکھی تو آبدیدہ ہوکر فرمایا "میں نے مکہ میں تمہارے جیسا حسین اور خوش لباس اور کوئی نہ دیکھا تھا۔ لیکن آج دیکھتا ہوں کہ تمہارے بال گرد آلود اور اُلجھے ہوئے ہیں اور تمہارے جسم پر صرف ایک چادر ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شہید کی حیثیت سے اٹھو گے"۔

شہادت کے بعد جو چادر حضرت مصعبؓ کی نعش پر ڈالی گئی تھی وہ کچھ چھوٹی تھی اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ چادر سے سر ڈھانپ دو اور پاؤں پر گھاس ڈال دو۔ چنانچہ آپؓ اسی حالت میں دفن کئے گئے۔ آپؓ کی سیرۃ پر ایک مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۹؍ ستمبر ۹۸ء میں مکرم عبدالقدیر قمر صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

......☆......☆......☆......

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

28/05/99 - 04/06/99

Please Note that programme and timings may change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours, All times are given in British Standard Time. For more information please phone. +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 28th May 1999
12 Safar 1420

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45 Children's Corner: Quran Pronunciation Lesson No. 31
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No. 140 Rec: 27.03.96 (R)
02.10 From The Archives: Q/A with Huzoor Rec: 01.02.86 (R)
03.30 Urdu Class: Lesson No.444 (R)
04.40 Learning Arabic: Lesson No.42 (R)
04.55 Homoeopathy Class: Lesson No.36 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.40 Children's Corner: Quran Pronunciation
07.00 MTA Variety: 'Our newspapers & Magazines', Hosted by Y. S. Shoaq Sahib
07.30 Saraiky Programme: Tarjumatul Quran Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec. 16.11.94
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.140 (R)
09.50 Urdu Class: Lesson No.444 (R)
10.55 Indonesian Service: Tilwat, Hadith......
11.20 Bengali Service: Imam Mahdi (AS) in praise of his master (SAW), More.........
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.00 Friday Sermon: LIVE from London
14.00 Documentary: On Cholistan, Part 2
14.15 Rencontre Avec Les Francophones: Session No. 12, Rec: 24.11.97
15.25 Friday Sermon: Rec: 28.05.99(R)
16.25 Children's Corner: Let's Learn Salat, Lesson No.11
16.55 German Service: Yaom e Khilafat, Quiz
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.35 Urdu Class: With Huzoor
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.141 Rec: 28.03.96
20.45 MTA Belgium: Children's Class, No.33
21.20 Medical Matters: Heart Diseases,
21.40 Friday Sermon: Rec: 28.05.99 (R)
22.55 Rencontre Avec Les Francophones (R)

Saturday 29th May 1999
13 Safar 1420

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40 Children's Corner: Let's Learn Salat No 11
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No. 141 (R)
02.35 Friday Sermon: Rec: 28.05.99 (R)
03.00 Urdu Class: With Huzoor (R)
04.20 Computers for Everyone: Part 112
04.55 Rencontre Avec Les Francophones (R)
06.05 Tilwat, Dars ul Hadith, News
06.55 Children's Corner: Let's Learn Salat Pt11
07.20 MTA Mauritius: Philosophies Des Enseignements De L'Islam
07.55 Medical Matters: Heart Disease, (R)
08.05 Liqa Ma'al Arab: Session No. 141
09.25 Urdu Class: With Huzoor (R)
10.55 Indonesian Service:
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Danish: Lesson No. 25
13.05 Interview : Abdul Ghaffar Dar Sb, Pt2
13.40 Documentary: Badshai Mosque, Lahore
13.55 Bengali Service:
15.05 Children's Class(New): with Huzoor Rec: 29.05.99
16.15 Children's Corner: Quran Quiz Pt 52
16.30 Hikayat e Shereen: Story No. 1
16.55 German Service:
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class (New): With Huzoor Rec: 28.05.99
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.142 Rec: 02.04.96
20.40 Al Tafseer ul Kabir: Lesson No.43 With Munir Adilbi Sahib
21.10 Q/A With Huzoor: from London Rec: 10.05.98
22.20 Children's Class(New): (R)
23.25 Learning Danish: Lesson No.25 (R)

Sunday 30th May 1999
14 Safar 1420

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
01.00 Children's Corner: Quran Quiz, No.52 (R)
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.142 (R)
02.20 Interview: with Abdul Ghaffar Dar Sahib Host:Sayyed Abdul Hai Sahib, Final Part
03.00 Urdu Class(New): (R)
04.10 Hikayat-e-Shireen: Story No. 1 (R)
04.25 Learning Danish: Lesson No.25 (R)
04.50 Children's Class(New): With Huzoor (R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
07.00 Children's Corner: Quran Quiz, Part 52(R)
07.20 Q/A Session: with Huzoor, from London Rec: 10.05.98, Part 1 (R)
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.142 (R)
09.50 Urdu Class (New): with Huzoor (R)
10.55 Indonesian Service: Tilawat, Sinar Islam,...
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese:
13.10 Friday Sermon: Rec: 28.05.99 (R)
14.15 Bengali Service:
15.15 Mulaqat With English Speaking Friends With Huzoor, Rec: 12.11.95, Part 1
15.55 Children's Class: with Huzoor
16.25 Children's Corner: Nazm Competition, Pt1
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
18.30 Urdu Class(New): With Huzoor Rec: 29.05.99
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.143 Rec: 03.04.96
20.40 Albanian Prog: Contemporary Issues Pt2 Presented by Noor Ahmad Sahib
21.15 Dars ul Quran: No.11 Rec: 02.01.99
22.45 Mulaqat With Huzoor: Rec. 12.11.95 (R)
23.25 Learning Chinese: (R)

Monday 31st May 1999
15 Safar 1420

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.55 Children's Corner: with Huzoor, Pt1
01.25 Liqa Ma'al Arab: Session No. 143 (R)
02.25 MTA USA Production: Y2K, Nazm
03.30 Urdu Class(New): With Huzoor (R)
04.45 Learning Chinese: (R)
05.15 Mulaqat With Huzoor: 12.11.95 (R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.45 Children's Corner: Children's Class (R) With Hadhrat Khalifatul Masih IV
07.15 Dars ul Quran: Lesson No.11 (R)
08.50 Liqa Ma'al Arab Session No. 143 (R)
09.50 Urdu Class(New): With Huzoor (R)
10.55 Indonesian Service: Friday Sermon Rec:12.12.95
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Norwegian: Lesson No.18
13.10 MTA Sports: Football Final Rabwah vs Rawalpindi
14.20 Bangali Service:
15.20 Homoeopathy Class: Lesson No.37 Rec: 19.09.94
15.55 Children's Corner: With Hazoor, Part 2
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class: With Huzoor
19.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.144
20.55 Turkish Programme: Introduction to Ahmadiyyat
21.25 Rohani Khazaine
22.25 Homoeopathy Class: Lesson No.37 (R)
23.35 Learning Norwegian: Lesson No.18 (R)

Tuesday 1st June 1999
15 Safar 1420

00.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
00.50 Children's Corner: Class with Huzoor (R)
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.144 (R)
02.05 MTA Sports: Football Final (R)
03.15 Urdu Class: With Huzoor (R)
04.20 Learning Norwegian: Lesson No.18 (R)
04.55 Homoeopathy Class: Lesson No.37 (R)
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
06.45 Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 14.11.97
07.50 Rohani Khazaine: (R)
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.144 (R)
09.50 Urdu Class: With Huzoor (R)
10.55 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Swedish: Lesson No.4
13.00 From The Archives: Friday Sermon Rec: 07.04.89
14.00 Bengali Service
15.00 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.1 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.00 Children's Corner: Correct Pronunciation of The Holy Quran, Lesson No.32
16.25 Children's Corner: Waqfeen e Nau Session
16.50 German Service:
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.25 Urdu Class: With Huzoor
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.145 Rec: 09.04.96
20.50 Norwegian Service: Contemporary Issues 7
21.20 Hamari Kaenat: No.1
21.40 Tarjumatul Quran Class (R)
22.45 Learning Swedish: Lesson No.4 (R)
23.10 Speech: Jama'at Ahmadiyya, The Community of God, J/S District UmarKoat

Wednesday 2nd June 1999
16 Safar 1420

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News.
00.50 Children's Corner: Correct Pronunciation of The Holy Quran Verses 138-142, Surah Al-Baqarah (R)
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.145 (R)
02.20 From the Archives: Friday Sermon (R) Rec: 07.04.89
03.10 Urdu Class: With Huzoor (R)
04.15 Learning Swedish: Lesson No.4 (R)
04.55 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.50 Children's Corner: Correct Pronunciation of The Holy Quran (R)
07.05 Swahili Service: Seerat un Nabi (SAW)
08.00 Dars ul Hadith: in Swahili language
08.20 Hamari Kaenat: No. 1 (R)
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.145 (R)
09.45 Urdu Class: With Huzoor (R)
10.55 Indonesian Service:
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning German: Lesson No.6
13.10 Tabarukaat: Speech by Late Maulana Abul Ata Sahib, Jalsa Salana, Rabwah, 1968
14.05 Bengali Service: F/S, Rec: 07.06.96 With Bengali Translation
15.10 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.2 (R)
16.10 Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar Final Part
16.55 German Service: Reise ins Licht, Interview Schattentheatre,.....
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30 Urdu Class: With Huzoor
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.146 Rec: 10.04.96
20.55 French Programme: Aurore No.2
21.15 MTA Lifestyle: Al Maidah
21.25 MTA Lifestyle: Hunar
21.50 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.2 (R)
22.50 Learning German: Lesson No.6 (R)
23.25 Speech: By Dr. Abdul Khaliq Khalid Sahib Khuddam Tarbiyyati Class 1998, Pakistan

Thursday 3rd June 1999
17 Safar 1420

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.55 Children's Corner: Muqabla Hifz e Ishaar Final Programme (R)
01.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.146 (R)
02.25 Canadian Horizons: Interview about Hadhrat Sheikh Yaqoob Ali Irfani Sahib
03.00 Urdu Class: With Huzoor (R)
04.25 Learning German: Lesson No.6 (R)
04.55 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.2
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.55 Children's Corner: Muqabla Hifz e Ishaar Final Programme (R)
07.25 Sindhi Program: Friday Sermon, Rec: 08.08.97
08.25 MTA Lifestyle: Al Maidah (R)
08.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.146 (R)
09.35 Urdu Class: With Huzoor (R)
10.55 Indonesian Service: Tilawat, Dars Quran
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Arabic: Lesson No.43
13.50 From The Archives: Q/A with Huzoor Rec:08.03.86
14.10 Bengali Service: Mulaqat with Huzoor Rec: 19.01.94 A reply to allegations about Ahmadiyyat
14.50 Bengali Service: Private Recreational Areas
15.00 Homoeopathy Class: Lesson No.38 Rec:20.09.94
16.05 Children's Corner: Correct Pronunciation of The Holy Quran, Lesson No.33
16.30 Children's Corner: Children's Moshairah
17.00 German Service: Geschicte des Islam, Quiz
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat.
18.30 Urdu Class: With Huzoor (R)
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.147 Rec:11.04.96
20.40 Speech by Dr Zahid A. Khan Sahib, J/S 98
21.30 Interyiew: Razzaq Mehmood Tahir Sahib
21.58 Homoeopathy Class: Lesson No.38 (R)
23.00 Learning Arabic: Lesson No.43 (R)
23.18 Urdu Adab ka Ahmadiyya dabistan

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 | Friday, May 28, 1999 | Issue No. 22

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

حدیث خاتم الانبیاء میں تحریف

شریعت احرار کے امیر سید عطاء اللہ شاہ بخاری ایک طرف تو یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ معاذاللہ "سارا قرآن محمد ہی کی زبان ہے"۔ دوسری طرف انہوں نے حدیث نبوی میں تحریف کرتے ہوئے اپنی طرف سے "اِلٰی یَومِ القِیٰمَة" کے الفاظ کا اضافہ کیا اور پبلک کو دھوکہ دینے کے لئے حدیث کا یہ متن بیان کیا کہ "انا خاتم النبیین لانبی بعدی (الی یوم القیٰمة)۔ میں نبیوں کی مہر ہوں میرے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ہوگا"۔

(خطبات اکابر جلد اول صفحہ ۲۳۳ تا ۲۳۶۔ناشر ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان اشاعت جولائی ۱۹۹۸ء)

☆......☆......☆

ملائوں کے فتویٰ کفر کی حقیقت

دیوبندی عالم مفتی محمود حسن گنگوہی کی ایک تقریر کا اقتباس:

"رہا فتووں کا قصہ، تو ایک مرتبہ حضرت گنگوہیؒ (مراد مولوی رشید گنگوہی۔ ناقل) کے یہاں اس کا تذکرہ تھا۔ اہل علم متعدد تھے۔ فلاں شخص نے فتویٰ دیا فلاں کے خلاف۔ فلاں شخص نے فتویٰ دیا فلاں کے کفر کا۔ تھوڑا وقت اس میں خرچ ہوا۔ حضرت گنگوہیؒ بولے کاہے میں آپ لوگ لگ رہے ہیں؟ قیامت میں جو بخشش ہوگی تمہارے فتووں سے پوچھ پوچھ کر نہیں ہوگی۔ جس کی بخشش کا فتویٰ دو اس کی بخشش ہو اور نہ فتویٰ دو تو نہ ہو۔ ایسا نہیں ہوگا۔ ایسے بھی لوگ ہونگے جن کو تم پکا کافر کہتے ہو۔ خدا کی قسم کھلے جنت میں جائیں گے وہ۔ ایسی بخشش ہوگی۔ تم ان کو فتویٰ دیتے ہو کفر کا، پکا کافر بتاتے ہو۔ حالانکہ وہ کھلے جنت میں جائیں گے"۔

(خطباب محمود جلد اول صفحہ ۲۷۳۔ناشر ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔اشاعت ۷؍محرم ۱۴۰۷ھ)

☆......☆......☆

تبلیغی جماعتیں اور غیرمسلموں کو دعوت اسلام

قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے ایک بار اس حقیقت کا برملا اعتراف کیا کہ نام نہاد تبلیغی جماعتوں نے کبھی غیر مسلموں کو دعوتِ اسلام نہیں دی۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا:

"ایک دعوت تو ہے اپنوں کو دینا۔ وہ تو ہر حالت میں ضروری ہے جیسے ہماری تبلیغی جماعتیں ہیں کہ انہوں نے ہزاروں آدمیوں کی اصلاح کی مگر یہ میدان کہ غیروں کو بھی دعوت دی جائے بالکل خالی ہے۔ آخر غیر مسلموں کا بھی تو حق ہے آپ کے اوپر، آپ کا اسلام آپ کی جدی میراث تو نہیں ہے کہ کہیں نہ جائے، آپ تک ہی محدود رہے وہ تو دنیا کی تمام اقوام کے لئے آیا ہے مگر اس کے ان تک پہنچانے کا آپ ہی ذریعہ بنیں گے اور آپ ان تک پہنچا نہیں رہے ہیں اس لئے آپ ان کا حق مار رہے ہیں جیسے آپ کے اوپر اپنوں کا حق ہے ایسے ہی اغیار کا بھی حق ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ ان کی خیر خواہی کریں اور خیر خواہی یہ ہے کہ انہیں وہ دین پہنچائیں جس کے ذریعہ وہ عذاب آخرت سے بچ جائیں اور ان تک بات حکمت سے پہنچائیں"۔

(خطبات طیب صفحہ ۳۳۶،۳۳۷۔ ناشر ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔ اشاعت جون ۱۹۹۰ء)

حق یہ ہے کہ آج دنیائے اسلام میں دو ہی فریق ہیں اول جو مسلمانوں کو کافر بنانے میں سرگرم عمل ہیں، دوسرے کافروں کو مسلمان بنارہے ہیں۔ پس ثانی الذکر محاذ پر آج دنیا بھر میں صرف احمدی مصروف جہاد ہیں۔

سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا
کئے جاؤ مے خوارو کام اپنا اپنا

☆......☆......☆

"ایک ڈاکو پیر بن گیا"

جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی کی کتاب "ارشادات اکابر" صفحہ ۲۱۱ سے ایک دلچسپ اقتباس بلاتبصرہ۔ موصوف تحریر فرماتے ہیں:

ایک ڈاکو پیر بن گیا

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنے مریدین سے فرمانے لگے تم کہاں میرے پیچھے لگ گئے۔ میرا حال تو اس پیر جیسا ہے جو حقیقت میں ایک ڈاکو تھا۔ اس ڈاکو نے جب یہ دیکھا کہ لوگ بڑی عقیدت اور محبت کے ساتھ پیروں کے پاس جاتے ہیں، ان کے پاس ہدیے تحفے لے جاتے ہیں، ان کے ہاتھ چومتے ہیں۔ یہ تو اچھا پیشہ ہے۔ میں خواہ مخواہ راتوں کو جاگ کر ڈاکے ڈالتا ہوں۔ پکڑے جانے اور جیل میں بند ہونے کا خطرہ الگ ہوتا ہے۔ مشقت اور تکلیف علیحدہ ہوتی ہے۔ اس سے اچھا یہ ہے کہ میں پیر بن کر بیٹھ جاؤں۔ لوگ میرے پاس آئیں گے ...... میرے ہاتھ چومیں گے ...... میرے پاس ہدیے تحفے لائیں گے۔ چنانچہ یہ سوچ کر اس نے ڈاکہ ڈالنا چھوڑ دیا اور ایک خانقاہ بنا کر بیٹھ گیا۔ لمبی تسبیح لے لی، لمبا کرتہ پہن لیا اور پیروں جیسا حلیہ بنالیا اور ذکر اور تسبیح شروع کر دی۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ کوئی اللہ والا بیٹھا ہے...... اور بہت بڑا پیر معلوم ہوتا ہے۔ اب لوگ اس کے مرید بننا شروع ہو گئے یہاں تک کہ مریدوں کی بہت بڑی تعداد ہو گئی۔ کوئی ہدیہ لا رہا ہے ...... کوئی تحفہ لا رہا ہے ...... خوب نذرانے آ رہے ہیں۔ کوئی ہاتھ چوم رہا ہے ...... کوئی پاؤں چوم رہا ہے۔ ہر مرید کو مخصوص ذکر بتا دے کہ تم فلاں ذکر کرو...... تم فلاں ذکر کرو"۔

(مندرجه بالاکتاب اداره تالیفات اشرفیه ملتان کی مطبوعات میں سے ہے)

دنیائے مذاہب

عیسائی چرچوں کو درپیش مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ اس کے عقائد میں معقولیت کی تلاش ہے

(خالد سیف اللہ۔ آسٹریلیا)

ایک حالیہ سروے کے مطابق اگرچہ آسٹریلیا کے ۷۴ فیصد لوگ خدا کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں مگر صرف ۴۲ فیصد یسوع مسیح کی الوہیت اور مُردوں میں سے دوبارہ جی اٹھنے کے قائل ہیں۔ جنت کے وجود کو صرف ۵۳ فیصد مانتے ہیں اور جہنم کو ۳۲ فیصد۔ شیطان کے خارجی وجود کو صرف ۳۳ فیصد تسلیم کرتے ہیں۔ اس خبر پر سڈنی مارننگ ہیرلڈ نے اپنے اداریہ میں یوں تبصرہ کیا ہے:

"اس ہفتہ کے آغاز میں ہیرلڈ نے ایک حالیہ سروے کے جو نتائج شائع کئے تھے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ آسٹریلیا کے شہریوں کا تین چوتھائی حصہ خدا کے وجود پر ایمان رکھتا ہے لیکن نصف سے بھی کم ایسے ہیں جو عیسائیت کے مرکزی عقائد پر ایمان رکھتے ہیں۔ چنانچہ نیشنل چرچ لائف سروے (NCLS) نے ایڈتھ کوون یونیورسٹی پرتھ کے ساتھ مل کر جو سروے کیا ہے اسکے مطابق صرف ۴۳ فیصد یہ مانتے ہیں کہ یسوع مُردوں میں سے جی اٹھا تھا اور اس سے بھی کچھ کم (۴۲) فیصد یسوع کی خدائی پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ تو معلوم شدہ بات ہے کہ گزشتہ مردم شماری میں ۷۰ فیصد شہریوں نے اپنا مذہب عیسائیت لکھوایا تھا تو پھر یہ اعداد و شمار کیا ظاہر کرتے ہیں؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ عیسائی چرچوں کو ایک گھمبیر چیلنج کا سامنا ہے۔ عیسائیت کا اصل مسئلہ اس کے عقائد میں معقولیت کی تلاش ہے (Christianity has a Plausibility Problem)۔ یہ ابھی تک کائنات کے اس تصور سے چمٹی ہوئی ہے جو جدید سائنس کی نسبت زمانہ وسطیٰ کے توہمات کے زیادہ قریب ہے۔ چرچ سکھاتا تو یہ ہے کہ سب کو اپنے دائرہ کے اندر لانا چاہئے لیکن خود اس کا اپنا عمل لوگوں کو اپنے دائرہ سے باہر نکالنے کا ہے۔ (سب سے نمایاں مثال عورتوں کی مذہبی رسومات اور اس کے تنظیمی ڈھانچہ میں بھرپور شمولیت کی ہے)۔ پھر عیسائیت بظاہر جماعت کی وحدت کی اہمیت کو برقرار رکھنے کا دعویٰ کرتی ہے مگر باوجودیکہ اس پر تیسرا ہزار سال شروع ہونے والا ہے یہ کئی گروہوں میں منقسم ہے اور باوجود ایک مشترکہ مقصد کے ادّعا کے انہوں نے اپنے اختلافات حل کرنے کی کوئی راہ اب تک نہیں نکالی۔

دوسری بات جو سروے سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ چرچوں کو درپیش چیلنج صرف انہی تک محدود نہیں بلکہ یہ سبھی مروّجہ مذاہب کا مسئلہ ہے۔ ان سب کی گرفت ڈھیلی پڑ رہی ہے۔ مذکورہ بالا ادارہ کے مطابق ۱۶ فیصد سے بھی کم آسٹریلین ایسے ہیں جو مہینہ میں ایک بار بھی چرچ جانے کی تکلیف گوارا کرتے ہیں اور اگر لوگ چرچ نہیں جاتے تو یہ خیال کرنا درست ہوگا کہ وہ چرچ کے قائدین کی باتوں کو بھی کم ہی درخوداعتنا جانتے ہیں۔ نیز وہ اس اخلاقی تعلیم پر معترض ہیں جن کو قبول کرنا وہ دوبھر سمجھتے ہیں۔

بایں ہمہ یہ احساس بھی شدید ہے کہ انسان کو زندگی گزارنے کے لئے مذہب کی بھی ضرورت ہے۔ (There is a religious dimension to life)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں کی اکثریت خدا کی موجودگی پر یقین رکھتی ہے۔ چنانچہ ایسٹر اور کرسمس پر چرچوں میں حاضری بڑھ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ماوراء طبعی امور میں لوگوں کی دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ جس کو اس بات میں شک ہو وہ اس بات پر غور کریں کہ آج کل کتنے رنگ برنگ کے "مذاہب" وجود میں آرہے ہیں اور Spirituality کے موضوع پر مارکیٹ میں کتابوں کی کتنی بھرمار ہے۔

(سڈنی مارننگ ہیرلڈ ۲۔۴۔۹۹)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔